﴾بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴿ ﴾......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴿(آل عمران:74) ﴾......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴿ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد23 | جمعۃ المبارک29 جنوری 2016ء | 18ربیع الثانی 1437 ہجری قمری ❁ 29صلح 1395 ہجری شمسی | شمارہ05

اوّلین فرائض

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت پر جو سب سے پہلی چیز فرض کی وہ پانچ نمازیں ہیں اور میری امت کے اعمال میں سے جو چیز سب سے پہلے اٹھالی جائے گی وہ بھی پانچ نمازیں ہی ہیں۔

(فردوس الاخبار جلد اول صفحہ 47)

﴾ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴿

مَیں یقیناً دیکھتا ہوں کہ دشمن محض گھمنڈ اور فساد کی وجہ سے میرا انکار کر رہے ہیں۔ یقیناً انہوں نے میرے ربّ کے نشانات دیکھے بایں ہمہ وہ دشمنی میں ہی بڑھتے چلے گئے۔ تم دیکھتے ہو کہ میری جماعت ہر سال بڑھ رہی ہے۔ کیا کبھی جھوٹوں کی یوں تائید ہوئی ہے؟ مَیں ایک اعتبار سے نبی اور ایک اعتبار سے اُمّتی ہوں۔ میرے متعلق اسی طرح وارد ہوا ہے۔

''اور مَیں یقیناً دیکھتا ہوں کہ دشمن محض گھمنڈ اور فساد کی وجہ سے میرا انکار کر رہے ہیں۔ یقیناً انہوں نے میرے ربّ کے نشانات دیکھے بایں ہمہ وہ دشمنی میں ہی بڑھتے چلے گئے۔ کیا وہ موجودہ حالت اور گمشدہ برکات نہیں دیکھتے؟ کیا زمانہ اپنے حال سے ایک ایسے مصلح کو نہیں پکار رہا جو اس کی حالت کی اصلاح کرے اور جو اس پر (مصیبت) وارد ہے اُسے دُور کرے۔ کیا کھلی نشانیاں ظاہر نہیں ہو چکیں اور واضح نشان روشن نہیں ہوئے؟ اور اب وہ وقت آن پہنچا ہے کہ جو کچھ جاتا رہا تھا وہ دیا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ اُن کے دل تاریک ہیں اور ان کے سینے تنگ۔ یہ قوم انتہائی بدخُلق اور سخت مزاج ہے۔ ان کے اخلاق ایسی آگ ہیں جو الفاظ کی شکل میں بھڑکتی ہے اور ان کی باتیں شعلوں کی مانند اڑتی ہیں۔ ان کے اندر نرم دلی کا کوئی نشان باقی نہیں رہا اور مسکینی کے آنسوؤں نے ان کے رخساروں کو چھُوا تک نہیں۔ وہ مجھے کافر قرار دیتے ہیں اور مَیں نہیں جانتا کہ کس بنا پر میری تکفیر کر رہے ہیں۔ اور مَیں نے تو صرف وہی کہا ہے جو قرآن میں کہا گیا ہے۔ اور مَیں نے تو صرف اُن کے سامنے رحمٰن خدا کی آیات پڑھ کر سنائی ہیں۔ یہ بات افترا نہیں بلکہ امر واقعہ ہے جسے اللہ نے اپنے وقت پر ظاہر فرما دیا۔ اور اس کی معرفت اُسی شخص کو حاصل ہوگی جو اللہ کی رحمت کو اس کے حقیقی مقام سمیت سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے براھین احمدیہ میں، جو اس عاجز کی تصنیف ہے، یہ وعدہ فرمایا ہے کہ لوگ فوج در فوج میرے پاس آئیں گے اور میرے پاس جمع ہوں گے اور مجھے تحائف بھیجیں گے اور میں تنہا نہیں چھوڑا جاؤں گا بلکہ لوگ فوج در فوج میری طرف دوڑتے ہوئے آئیں گے اور مجھے قبول کریں گے اور لوگوں کی طرف سے نیز ایسے ذرائع سے جنہیں لوگ نہیں جانتے مجھ پر خزائن کھولے جائیں گے اور مَیں دشمنوں کے شر اور ان کی مخفی تدابیر سے بچایا جاؤں گا۔ اور مجھے اتنی عمر دی جائے گی جس میں مَیں وہ سب کچھ مکمل کر لوں گا جس کا اللہ نے ارادہ کیا ہے خواہ دشمن اس پر ناک بھوں چڑھائیں اور اسے ناپسند کریں۔ اور مجھے زمین میں قبولیت عطا کی جائے گی اور ہدایت پانے والے لوگ مجھ پر فدا ہوں گے۔ جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو، میرے خدا نے جو کچھ کہا تھا وہ سب پورا ہوا، کیا یہ جادو ہے یا تم نہیں دیکھتے۔ اگر یہ کاروبار غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو یہ پیشخبریاں پوری نہ ہوتیں اور ضرور مَیں مفتریوں کی طرح ہلاک ہو جاتا۔

اور تم دیکھتے ہو کہ میری جماعت ہر سال بڑھ رہی ہے اور دشمنوں نے تو اللہ کے نُور کو بجھانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ پھر بھی اللہ کا نور پورا ہوا اور وہ گھبرا رہے ہیں۔ پس وہ اپنے بلوں میں واپس گھس گئے ہیں اور جانتے بوجھتے ہوئے بھی انہوں نے کینہ نہیں چھوڑا۔ کیا یہ غیر اللہ کی طرف سے ہے؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم شرم نہیں کرتے اور ذرا بھی غور نہیں کرتے۔ کیا تم شکستہ ہتھیاروں اور بندھے ہاتھوں اللہ سے لڑتے ہو؟ تم پر ہلاکت ہے اور تمہارے افعال پر۔ کیا یہ ایک مفتری کذّاب کا فعل ہو سکتا ہے؟

کیا کبھی جھوٹوں کی یوں تائید ہوئی ہے؟ کیا یہ ایک کذّاب کا کلام ہے؟ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم تقویٰ اختیار نہیں کرتے۔ کیا تم اللہ کی طرف لوٹائے نہیں جاؤ گے؟ یا تم اپنی خواہشات میں چھوڑ دیئے جاؤ گے۔ اور جب بھی انہوں نے آگ جلائی تو اللہ نے اسے بجھا دیا، پھر بھی وہ تدبّر اور غور و فکر نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں کہ کیوں ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلفاء کا نام نبی نہیں رکھا گیا؟ جیسا کہ تم گمان کرتے ہو ایسا اس لئے ہُوا تا ختم نبوت کی حقیقت لوگوں پر مشتبہ نہ ہو اور تا کہ وہ ادب اختیار کریں۔ پھر جب اس پر ایک زمانہ گزر گیا تو اللہ نے ارادہ فرمایا کہ وہ خلفاء کی نبوت کے بارہ میں ان دو سلسلوں کی مشابہت ظاہر فرمائے تا کہ اعتراض کرنے والے اعتراض نہ کر سکیں، اور تا کہ اللہ ان لوگوں کے وسوسوں کو دُور فرمائے جو نبوت میں مشابہت دیکھنا چاہتے ہیں اور اس پر اصرار کرتے ہیں۔ پس اللہ نے مجھے بھیجا اور میرا نام اُن معنوں میں نبی رکھا جسے مَیں پہلے تفصیلاً بیان کر چکا ہوں، نہ اُن معنوں میں جو شر پسند خیال کرتے ہیں اور دونوں اعتراضوں کو دُور فرما دیا۔ اور اِس پہلو اور اُس پہلو (دونوں) کو ملحوظ رکھا۔ اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے ہدایت ہے۔

مَیں ایک اعتبار سے نبی اور ایک اعتبار سے اُمّتی ہوں۔ میرے متعلق اسی طرح وارد ہوا ہے۔ کیا وہ پڑھتے نہیں؟ کیا وہ ان (روایات) میں جو ان کے پاس ہیں یہ نہیں پڑھتے کہ وہ تم میں سے ہے اور وہ نبی ہے۔ کیا یہ دو صفتیں عیسیٰ میں پائی جاتی ہیں؟ یا قرآن میں یہ دونوں اُس کی نسبت مذکور ہیں؟ اگر تم سچ کہتے ہو تو ہمیں دکھاؤ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ تم نے کفر کو ایمان پر ترجیح دی، پھر مَیں ایسے لوگوں کو کیسے ہدایت دے سکتا ہوں جنہوں نے فرقان کو پسِ پُشت ڈال دیا اور وہ پرواہ نہیں کرتے۔ اللہ نے مسیح کے ہاتھوں سے کسرِ صلیب کا کام مقدر کر رکھا تھا اور اس کے آثار ظاہر ہو گئے۔ پس تعجب کی بات ہے کہ معترض غور نہیں کرتے۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ عیسائیت ہر روز پگھلتی جا رہی ہے اور ایک قوم کے بعد دوسری قوم اسے چھوڑ رہی ہے۔ کیا انہیں اطلاعات نہیں ملتیں یا یہ سنتے نہیں؟ ان (عیسائیوں) کے علماء خود اپنے ہاتھوں سے اپنے خیمے گرا رہے ہیں اور اُن کے معزز توحید کی طرف ہدایت پا رہے ہیں۔ اُن کا مذہب ہر روز پگھلتا جا رہا ہے اور ان کے تیر ٹوٹ رہے ہیں۔ یہاں تک کہ ہم نے سنا ہے کہ قیصرِ جرمن نے یہ عقیدہ چھوڑ دیا ہے اور نیک فطرت کا اظہار کر دیا ہے۔

اِسی طرح ان کے محقق علماء اپنے گھروں کو خود اپنے ہاتھوں سے ویران کر رہے ہیں اور جس طرح وہ داخل ہوئے تھے نکل رہے ہیں۔ بُرا ہو اُن آنکھوں کا جو دیکھتی نہیں اور اُن کانوں کا جو سنتے نہیں۔ اور بُرا ہو اُن کا جو کتاب اللہ پڑھتے تو ہیں لیکن سمجھتے نہیں۔''

(تذکرۃ الشہادتین، عربی حصّہ کا اردو ترجمہ۔ صفحہ 12 تا 17)

قادیان کے خدّام اور بھارت کے خدّام کی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنے نمونے ایسے بنائیں جو جماعت کی نیک نامی کا موجب بنیں اور جس کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بار بار اپنی جماعت کو نصیحت فرمائی ہے

جماعت کی خدمت کے اعلیٰ معیار اپنے اندر قائم کریں اور ملک وقوم کی خدمت کے اعلیٰ معیار بھی اپنے اندر قائم کریں کہ ہر سطح پر حکومت کو بھی اور عام لوگوں کو بھی جو احمدی نہیں ہیں یہ پتہ ہو کہ ملک وقوم کیلئے جب بھی کسی قربانی کی یا کسی خدمت کی ضرورت پڑے گی تو احمدی صف اوّل میں شامل ہونے والے ہوں گے اور وہی ہیں جو اس میں شامل ہوتے ہیں

یاد رکھیں کہ ہمارے ان اجتماعات کا مقصد دینی اور روحانی ترقی اور بہتری کے لئے پروگرام بنا کر ان کو اپنی عملی حالتوں میں ڈھالنا ہے اور اجتماع اس عملی حالت کو جاری رکھنے کے لئے ایک کیمپ کی حیثیت رکھتا ہے

پیغام سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بر موقع سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ بھارت، اکتوبر 2015ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصر

لندن

20-09-15

پیارے خدام الاحمدیہ بھارت!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ اپنا سالانہ اجتماع منعقد کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کا انعقاد ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین۔

بھارت کی خدام الاحمدیہ کی ایک اہمیت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بستی آپ کے ملک میں ہے اور یہی وہ بستی ہے جہاں سے ابتدا میں خدام الاحمدیہ کی بنیاد پڑی اور ساری دنیا میں پھیل گئی اور یہی وہ جگہ ہے جہاں سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے خدّام کے لئے یہ ماٹو تجویز فرمایا: ’’قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی۔‘‘

اس لحاظ سے قادیان کے خدّام اور بھارت کے خدّام کی یہ ذمہ داری ہے کہ اپنے نمونے ایسے بنائیں جو جماعت کی نیک نامی کا موجب بنیں اور جس کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بار بار اپنی جماعت کو نصیحت فرمائی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو جو مسیح موعودؑ کے ساتھ ہے یہ درجہ عطا فرمایا ہے کہ وہ صحابہؓ کی جماعت سے ملنے والی ہے۔ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ مفسّروں نے مان لیا ہے کہ یہ مسیح موعودؑ والی جماعت ہے اور یہ گویا صحابہؓ کی ہی جماعت ہوگی۔ اور وہ مسیح موعودؑ کے ساتھ نہیں درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی ساتھ ہیں۔ کیونکہ مسیح موعودؑ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ایک جمال میں آئے گا اور تکمیل تبلیغ اشاعت کے کام کے لئے وہ مامور ہوگا۔ اس لئے ہمیشہ دل غم میں ڈوبتا رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو بھی صحابہؓ کے انعامات سے بہرہ ور کرے۔ ان میں وہ صدق ووفا، وہ اخلاص اور اطاعت پیدا ہو جو صحابہؓ میں تھی۔ یہ خدا کے سوا کسی سے ڈرنے والے نہ ہوں۔ متقی ہوں۔ کیونکہ خدا کی محبت متقی کے ساتھ ہوئی ہے۔ اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ۔‘‘ (الحکم، جلد 4 نمبر 46 صفحہ 1۔3، مورخہ 24 دسمبر 1900)

اس کے علاوہ جماعت کی خدمت کے اعلیٰ معیار اپنے اندر قائم کریں اور ملک وقوم کی خدمت کے اعلیٰ معیار بھی اپنے اندر قائم کریں کہ ہر سطح پر حکومت کو بھی اور عام لوگوں کو بھی جو احمدی نہیں ہیں یہ پتہ ہو کہ ملک وقوم کے لئے جب بھی کسی قربانی کی یا کسی خدمت کی ضرورت پڑے گی تو احمدی صف اوّل میں شامل ہونے والے ہوں گے اور وہی ہیں جو اس میں شامل ہوتے ہیں۔

یاد رکھیں کہ ہمارے ان اجتماعات کا مقصد دینی اور روحانی ترقی اور بہتری کے لئے پروگرام بنا کر ان کو اپنی عملی حالتوں میں ڈھالنا ہے اور اجتماع اس عملی حالت کو جاری رکھنے کے لئے ایک کیمپ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی مقصد کے لئے اجتماع کے پروگرام مختلف النوع ہوتے ہیں جن میں تربیتی پہلوؤں کو بھی اور روحانی ترقی کے پہلوؤں کو بھی اور جسمانی نشوونما اور بہتری کے پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے پروگرام بنائے جاتے ہیں۔ پس ان تین دنوں میں آپ جن پروگراموں کو دیکھیں، سنیں یا ان میں حصہ لیں انہیں اپنی عملی زندگی کا حصہ بنانے کی بھی کوشش کریں اور جیسا کہ مَیں نے شروع میں کہا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب ہو کر جب آپ حضور علیہ السلام کی بستی میں یہ اجتماع منعقد کر رہے ہیں تو پھر مستقل مزاجی سے اپنی تربیت کے اس کیمپ کے دوران حاصل کی گئی ہر قسم ٹریننگ کو اپنی زندگی کا مستقل حصہ بنالیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دے۔ آمین

والسلام خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 09 جون 2013ء بروز اتوار مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہّد وتعوّذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں دو نکاحوں کے اعلان کروں گا۔ ایک نکاح عزیزہ قدسیہ کنول صفی بنت مکرم محمد صفی صاحب یوکے کا ہے جو عزیزم طاہر احمد خان ابن مکرم محمد زکریا خان صاحب کے ساتھ دس ہزار یورو حق مہر پر طے پایا ہے۔

اور دوسرا نکاح عزیزہ حانیہ غوری بنت مکرم محمد مبرور غوری صاحب کا ہے جو عزیزم حمزہ محمود ونڈر مین ابن مکرم ندیم رضوان ونڈر مین صاحب کے ساتھ بیس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ دونوں رشتے جو آج طے ہو رہے ہیں یہ ہر لحاظ سے بابرکت ہوں۔ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والے ہوں۔ ایک دوسرے کے ساتھ اعتماد اور سچائی پر قائم کرنے والے رشتے ہوں۔ اور دونوں خاندان بھی ہر لحاظ سے ان نئے رشتوں کے قائم ہونے سے نئے خاندانوں کو پیدا کرنے والے ہوں۔ ایک دوسرے کا خیال رکھنے والے ہوں۔ ان چند الفاظ کے ساتھ اب مَیں نکاح کا اعلان کرتا ہوں۔

اس کے بعد حضور انور نے دونوں نکاحوں کے فریقین کے درمیان ایجاب وقبول کروایا اور دوسرے نکاح کے ایجاب وقبول میں لڑکے کو مخاطب کر کے حضور انور نے فرمایا:۔ Do you understand Urdu?

لڑکے کے اثبات میں جواب پر حضور انور نے اس سے انگریزی میں ہی ایجاب وقبول کروایا اور اس کے اردو میں جواب عرض کرنے پر حضور انور نے فرمایا:۔ اچھا! اردو آتی ہے؟۔ شکر ہے اردو آتی ہے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دونوں رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ مربی سلسلہ شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس، لندن)

☆......☆......☆

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جامعہ احمدیہ یوکے اور کینیڈا کے شاہدین کے اجتماعی کانووکیشن میں بابرکت شمولیت۔ تقسیمِ اسناد اور زرّیں نصائح پر مشتمل خطاب۔

جامعہ احمدیہ یوکے کے 17 جبکہ کینیڈا کے 8 شاہدین نے اس تقریب میں اپنے پیارے امام کے دستِ مبارک سے ’شاہد‘ کی اسناد حاصل کرنے کی سعادت حاصل کی۔

لندن 16 رجنوری 2016ء (نمائندہ الفضل انٹرنیشنل) سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 16 رجنوری 2016ء کو جامعہ احمدیہ یوکے کے چوتھے جبکہ جامعہ احمدیہ کینیڈا کے چھٹے کانووکیشن کو رونق بخش کر پچیس شاہدین کو اپنے دستِ مبارک سے اسناد عطا فرمائیں۔ دونوں جامعات کے اجتماعی کانووکیشن کی یہ پُر مسرّت اور بابرکت تقریب جامعہ احمدیہ یوکے کی عمارت واقع Haslemere, Surrey میں منعقد ہوئی۔ خوش نصیب شاہدین کو اسناد عطا فرمانے کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک ایمان افروز اور مشعلِ راہ خطاب سے نوازا۔ اس خطاب میں حضورِ انور ایدہ اللہ نے جامعہ سے فارغ التحصیل مربّیان ومبلّغینِ کرام کو خصوصاً جبکہ میدانِ عمل میں خدمات بجالانے والے مبلّغین ومربیان کو عموماً قرآنِ کریم، احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم وارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالہ سے زرّیں نصائح سے نوازا۔ تقریب کا اختتام دعا سے ہوا۔ خطاب کے بعد ان خوش نصیب طلباء نے اپنے پیارے امام کی معیت میں گروپ فوٹوز بنوائیں۔ نمازِ ظہر وعصر کے بعد تمام حاضرین حضور انور کی بابرکت معیت میں ظہرانہ میں شامل ہوئے۔

(تقریب کی تفصیلی رپورٹ اور حضورِ انور ایدہ اللہ کے خطاب کا مکمل متن آئندہ کسی اشاعت میں شائع کیا جائے گا۔ انشاءاللہ)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر385

مکرم ابومحمد عبداللطیف صاحب

مکرم ابومحمد عبداللطیف صاحب کا تعلق خلیج کے ایک ملک سے ہے جہاں ان کی پیدائش 1979ء میں ایک متدیّن گھرانے میں ہوئی۔ پھر انہیں خدا تعالیٰ نے نہ صرف مسیح موعودعلیہ السلام کی غلامی میں آنے کی توفیق دی بلکہ اسیر راہ مولیٰ رہنے کا بھی اعزاز بخشا۔ وہ اپنی ایمان افروز داستان یوں بیان کرتے ہیں:

خاندانی پس منظر

مَیں جب بھی اپنے ننھیال کی جانب دیکھتا ہوں تو وہ مجھے اہل پنجاب سے مشابہ دکھائی دیتے ہیں۔ گو ہمارے خاندان والے اس امر کو بیان نہیں کرتے لیکن یہ حقیقت ہے کہ گزشتہ زمانوں میں ہمارے خاندان نے انڈیا میں شادیاں کیں یا انڈین لوگوں نے ہمارے علاقے میں آکر شادیاں کیں جن کی بناء پر نہ صرف ہمارے خاندان کے افراد کی شکل وشباہت پر اس کی چھاپ ہے بلکہ ہمارے لباس اور کھانوں میں بھی انڈین رنگ نمایاں تھا۔

میرا خاندان کافی حد تک متدیّن اور متعصّب ہے۔ میرے والد صاحب ہمیشہ ہمیں نمازوں کی ادائیگی اور قرآن کریم کی تلاوت کی ترغیب دیتے تھے۔ زندگی نے ان کے ساتھ وفا نہیں کی اور وہ علاج کی غرض سے لندن آئے تو یہیں ہارٹ اٹیک ہوا اور چل بسے۔

قتلِ مرتد!

لڑکپن کی عمر میں مَیں اس قدر حساس اور نرم دل تھا کہ ظلم، زیادتی اور ایذا دہی کو برداشت نہیں کرسکتا تھا اور مظلوم کے دفاع کے لئے کھڑا ہو جاتا تھا، بلکہ اگر ایسی کوئی بات ٹی وی وغیرہ پر بھی دیکھتا تو میرے آنسو بہ پڑتے تھے۔ جب مَیں کچھ بڑا ہوا اور دینی معاملات کی سوجھ بوجھ حاصل ہونے لگی تو میرے ذہن میں سب سے زیادہ اعتراض ''قتل مرتد'' کے عقیدہ پر پیدا ہوا۔ مَیں سوچتا تھا کہ جب یہ اختیار دیا گیا ہے کہ کوئی اسلام کو مانے یا انکار کرے تو پھر اس اختیار کو استعمال کر کے اسلام کو چھوڑنے والے کی سزا ''قتل'' کیونکر ہوسکتی ہے؟

ایک دفعہ مَیں نے ایک سلفی مولوی سے جا کر مرتد کے بارہ میں فتویٰ پوچھا تو اس نے کہا کہ اسے قتل کر دینا چاہئے۔ مَیں نے کہا کہ خواہ وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو؟ اس نے کہا کہ خواہ کوئی بھی ہو۔ مَیں نے سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ کیونکہ جو اسلام چھوڑتا ہے وہ اپنی عقل اور سوچ کی بناء پر چھوڑتا ہے۔ اور اگر اسے کھلی چھٹی دے دی جائے تو اپنے عقلی دلائل سے وہ دوسروں کے خیالات بھی خراب کردے گا اور فتنہ کا باعث ٹھہرے گا، اس لئے اس کے فتنے کو پنپنے سے پہلے ہی ختم کر دینا چاہئے۔

مَیں نے کہا کہ کیا اسلام اتنا کمزور ہے کہ اس مرتد کے عقلی دلائل کا جواب دینے سے بھی قاصر ہے؟ اس سوال کے جواب میں سلفی مولوی کی تقریر تو لمبی تھی لیکن کوئی بات مطمئن کرنے والی نہ تھی۔

جنّ اور دجّال

علاوہ ازیں جنّوں کا مسئلہ ہمارے معاشرے کا ایک لازمی جزو بن چکا تھا۔ ہم بکثرت جنّوں کے بارہ میں سنتے اور سوچتے تھے یہاں تک کہ ہمیں محسوس ہوتا تھا کہ یہ کوئی ایسی مخلوق ہے جو ہمارے ساتھ رہتی ہے، ہمیں دیکھتی اور ہمارے اعمال وافعال پر اثر انداز ہوتی ہے لیکن ہم اسے نہ دیکھ سکتے ہیں نہ اس کے شر سے بچ سکتے ہیں۔ اس طرح کی سوچ لے کر مَیں پروان چڑھا لیکن بڑا ہو کر میرا ذہن ان خیالات کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔ مَیں سوچتا تھا کہ قرآن تو کہتا ہے کہ {وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْن} لیکن ان کے بارہ میں مشہور خیالات میں عبادت کا تو کوئی رنگ نظر نہیں آتا ہاں لوگوں کو عبادت سے روکنے اور ان کو تنگ کرنے کا عنصر نمایاں ہے۔

اسی طرح جن امور کے بارہ میں مَیں اکثر سوچتا اور متفکّر رہتا تھا ان میں سے ایک دجّال کا مسئلہ بھی تھا۔ روایتی عقائد دجّال کو ایک شخص کی صورت میں ظاہر کرتے ہیں۔ مَیں سوچتا تھا کہ ایسا انسان کے بس میں کہاں ہے کہ وہ آسمان کو حکم دے تو وہ پانی برسانے لگے، زمین کو حکم دے تو وہ اپنے خزانے باہر نکال دے، اسی طرح وہ مارنے اور زندہ کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہو۔ ایسے غیر معمولی کاموں سے تو وہ لوگوں کو ابتلائے عظیم میں ڈال دے گا۔ آجکل کے ترقی یافتہ دَور میں ایسے شخص کو دُور سے بیٹھ کر کسی میزائل اور بم سے بآسانی تباہ کیا جاسکتا ہے۔ پھر اس کے بارہ میں روایات میں یہ کیوں آیا ہے کہ اس کے قتل کی کسی کو طاقت نہ ہوگی۔ کیا آنے والا مسیح موجودہ زمانے سے بہتر ٹیکنالوجی لائے گا اور اس کے ساتھ دجّال کو قتل کرے گا؟ لیکن اگر مسیح نے آکر محض دینی طور پر اسے قتل کرنا ہے تو پھر دجّال کی ظاہری طاقتوں کا بھی معنی کوئی اَور ہے جس کا دین سے تعلق ہے۔

دجال کے بارہ میں ہمارے معاشرے میں مشہور سوچ ناقص تھی، اور اس بارہ میں جو تصویر پیش کی جاتی وہ کسی ڈراؤنی فلم سے کم نہ تھی۔

مَیں نے شرعی علوم کا مضمون پڑھنا چاہا لیکن مذکورہ بالا مسائل کے بارہ میں مطمئن نہ ہونے کی بناء پر دل اچاٹ ہوگیا۔ پھر اس پر مستزاد یہ کہ میری نظر اچانک بہت زیادہ کمزور ہوگئی جس کے باعث مَیں نے تعلیم کو خیر باد کہا اور رفاہی کاموں اور تجارت کی طرف راغب ہو گیا اور الحمدللہ کہ مجھے اس کام میں غیر معمولی کامیابی نصیب ہوئی۔

جماعت سے تعارف

ایک روز مَیں ٹی وی دیکھ رہا تھا کہ اس پر ایم ٹی اے لگ گیا جس پر اس وقت پروگرام ''لقاء مع العرب'' لگا ہوا تھا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کچھ فرما رہے تھے۔ چونکہ مَیں نہ ایم ٹی اے سے واقف تھا، نہ حضور رحمہ اللہ کی بات سنی، اس لئے کوئی اندازہ نہ کرسکا کہ یہ چینل کس کا ہے اور اس کا کیا مقصد ہے؟ کچھ دیر کے بعد چینلز بدلتے ہوئے دوبارہ جب ایم ٹی اے پر پہنچا تو اس وقت مکرم حلمی الشافعی صاحب حضور رحمہ اللہ کی بات کا عربی میں ترجمہ کررہے تھے۔ مَیں نے بات سنی تو مجھے اچھی لگی۔ چنانچہ مَیں نے اس روز سے اس چینل کو دیکھنا شروع کر دیا۔

غلبۂ حجت اور قوتِ برہان

کچھ عرصہ اس چینل کے پروگرامز دیکھنے کے بعد مجھے پتہ چلا کہ یہ جماعت احمدیہ کا چینل ہے جس کا دعویٰ ہے کہ امام مہدی ومسیح موعودعلیہ السلام کا ظہور ہو چکا ہے۔

گو یہ بہت بڑی خبر تھی لیکن میں نے ابتداء میں اسے کوئی اہمیت نہ دی کیونکہ مَیں سوچتا تھا کہ یہ کیسا امام مہدی ہے کہ جو آکر گزر بھی گیا اور ہمیں آج سو سال بعد اس کی آمد کی اطلاع مل رہی ہے۔ اس سوچ کے باوجود میں نے ایم ٹی اے دیکھنا نہ چھوڑا۔ ایم ٹی اے کو مسلسل دیکھنے سے مجھے بعض مشکل مسائل کے بارہ میں مضبوط دلائل ملنے لگے، اور میں دل ہی دل میں ان دلائل کی قوت اور غلبہ کا اقرار کرنے لگا۔ بلکہ ایک دفعہ تو یوں ہؤا کہ مَیں بعض مولویوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ بعض مسائل کے بارہ میں بات چل نکلی۔ میں نے اس گفتگو میں ایم ٹی اے سے سنے ہوئے بعض دلائل بیان کئے تو اس کی عجیب تاثیر دیکھی۔ مَیں جب بھی اور جس مسئلہ کے بارہ میں بھی جماعت کی رائے بیان کرتا سب خاموش اور لاجواب ہوجاتے۔ متعدد بار ایسی صورتحال کو دیکھ کر انہوں نے مجھ سے پوچھ ہی لیا کہ تم نے یہ باتیں کہاں سے سیکھی ہیں۔ مَیں نے برملا کہہ دیا کہ احمدیہ ٹی وی چینل سے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا تم بھی انہی میں سے ہو؟ مَیں نے جواب دیا کہ میں ابھی تک تو احمدی نہیں ہوں لیکن میرا دل چاہتا ہے کہ ان میں شامل ہو جاؤں۔

استخارہ، دعا اور بیعت

رات کو جب میں گھر واپس آیا تو میرے کہے ہوئے جملے کی بازگشت ابھی تک میرے کانوں میں گونج رہی تھی۔ میں نے سوچا کہ جب احمدیت ہر مشکل مسائل کا قرآن وسنت سے ایسا حل پیش کرتی ہے جو عقل ومنطق اور فطرت کے عین مطابق ہے اور جب اس کی حجت سب پر غالب ہے، اور جبکہ میرا دل بھی کہتا ہے کہ میں ان میں شامل ہو جاؤں تو پھر مجھے ان میں شامل ہونے کے لئے سوچنا چاہئے۔ چنانچہ مَیں نے اسی رات استخارہ کیا اور خدا تعالیٰ سے تضرع اور گریہ وزاری کے ساتھ یہ دعا کی کہ اگر یہ جماعت حق پر ہے تو مجھے اس کی قربت اور محبت میں بڑھا دے۔

چنانچہ مَیں نے اس دعا کے بعد دیکھا کہ میرا دل اس جماعت کی محبت اور عشق سے بھرتا ہی چلا گیا۔ یہ بات میرے لئے خدائی راہنمائی کا واضح اشارہ تھا۔

مَیں ذہنی اور قلبی طور پر جماعت کی سچائی کا قائل ہو کر اس میں شامل ہونے کا ارادہ کر چکا تھا۔ انہی ایام میں ایک روز میرے بڑے بھائی کا مجھے فون آیا۔ اس نے کہا کہ مَیں عمرہ کرنے کے لئے خانہ کعبہ میں موجود ہوں، بتاؤ مَیں تمہارے لئے اس وقت کیا دعا کروں؟

مَیں نے کہا کہ تم میرے لئے یہ دعا کرو کہ جو بات میرے دل میں ہے اللہ تعالیٰ اگر اس سے راضی ہے تو مجھے جلد اس کی توفیق عطا فرمادے۔ اس نے باصرار پوچھا لیکن مَیں نے اسے صرف اتنا بتایا کہ میرا کوئی ذاتی معاملہ ہے۔

بہر حال اللہ تعالیٰ نے مجھے انشراح صدر کی نعمت سے نوازا اور مَیں نے ہر طرح سے مطمئن ہو کر بیعت کرلی۔

بھائی پر اتمام حجت

پھر جب میرا مذکورہ بھائی عمرہ سے واپس آیا تو بطور خاص مجھ سے اس امر کے بارہ میں پوچھنے کے لئے میرے گھر چلا آیا جس کے بارہ میں مَیں نے اسے خانۂ خدا میں دعا کے لئے کہا تھا۔ مَیں نے اسے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعا قبول کر لی ہے کیونکہ میں جماعت احمدیہ میں شمولیت کے بارہ میں انشراح صدر کا طالب تھا اور اسی بابت آپ سے دعا کی درخواست کی تھی۔ الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیعت کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

اس نے پوچھا کہ جماعت احمدیہ کیا ہے؟ جب مَیں نے اس کی تفصیل بتائی تو وہ غصّہ سے لال پیلا ہوگیا اور جماعت کو کافر اور مجھے گمراہی کا طعنہ دینے لگا۔ یہی نہیں بلکہ تمام اہل خاندان میں بھی مخالفت کی ایک عجیب رَو چل پڑی اور ہر طرف سے مجھے ملامت اور گمراہی کے طعنے ملنے لگے۔ ابھی میری بیعت کا معاملہ خاندان میں زبان زدعام ہی تھا کہ میرا مذکورہ بھائی میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے تمہارے بارہ میں خواب دیکھی ہے لیکن میں نے تمہیں اس کے بارہ میں کچھ نہیں بتانا، تا تمہیں کوئی غلط فہمی نہ ہو جائے۔ میں نے کہا کہ جب خواب میرے بارہ میں ہے تو تمہیں مجھے بتا دینی چاہئے۔ کچھ دیر کے اصرار کے بعد اس نے اپنی خواب کو کچھ یوں بیان کیا:

میں نے دیکھا کہ میں خانہ کعبہ میں ہوں اور وہاں کھڑے ہو کر خدا تعالیٰ سے مخاطب ہو کر تین مرتبہ یہ کلمات کہتا ہوں: اے اللہ مجھے بھی اس طرح ہدایت دے دے جس طرح تُو نے میرے بھائی کو ہدایت دی ہے۔

میں نے یہ سنتے ہی اسے کہا کہ آپ کو اس سے بڑا اور کونسا نشان چاہئے؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا ہے کہ کل ہم نے تمہارے بھائی کے بارہ میں تمہاری دعا قبول کر کے اسے ہدایت کا راستہ دکھا دیا تھا۔ آج تمہارے لئے یہ پیغام ہے کہ اسی راہ کی ہدایت کے لئے دعا کرو تو تم بھی اس نعمت کو پا جاؤ گے۔ لیکن افسوس کہ میرے بھائی نے میری بات پر کوئی توجہ نہ دی۔

اہلیہ کی بیعت اور خاندان کی مخالفت

میرے اس سفر میں میری اہلیہ میرے ساتھ تھی، لیکن اس کا مؤقف فکری وعلمی حقائق پر مبنی نہ تھا بلکہ مجھ پر اعتماد ہونے کے باعث اس کا یہی کہنا تھا کہ مجھے یقین ہے کہ تم کسی غلط راہ کا انتخاب نہیں کروگے۔ چنانچہ جب مَیں نے بیعت کی تو میں نے اسے بھی کہا کہ مَیں تو بیعت کر کے اس جماعت میں شامل ہو رہا ہوں، تم بھی سوچ لو۔ اس نے استخارہ کرنے کی مہلت مانگی اور استخارہ کے بعد میرے ساتھ ہی بیعت فارم پر کر دیا۔

گو بیعت کے وقت میری اہلیہ کا جماعت کے بارہ میں علم بہت ہی کم تھا لیکن اب خدا کے فضل سے اس نے پڑھ اور سن کر بہت کچھ سیکھ لیا ہے اور حق الیقین پر قائم ہوگئی ہے۔ بہرحال بیعت کے بعد ہم دونوں کے اہل خانہ کی طرف سے مخالفت کا بازار گرم ہوگیا۔ میری والدہ اور بھائیوں نے مجھ سے قطع تعلق کرلیا۔ اسی طرح میری اہلیہ کے خاندان والوں نے بھی کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ مَیں نے کہا کہ بالآخر یہ میرے اہل خانہ ہیں اور چونکہ انہیں احمدیت کی حقیقت کا علم نہیں ہے اس لئے مخالفت کررہے ہیں۔ مجھے بہرحال ان کے طرز عمل کو برداشت کر کے صبر کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر بہت فضل فرمایا اور ہمیں صبر کا مظاہرہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور محض اپنے کرم سے ثبات قدم عطا فرمایا۔

..........................(باقی آئندہ)

عقل، منطق اور الہام کی تقابلی حیثیت کے بارہ میں مختلف مکاتبِ فکر

(از کتاب ' الہام، عقل، علم اور سچّائی '
مصنّفہ: حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع رحمہ الله)

قسط 3

اسلامی مکاتب فکر

اسلامی نقطۂ نظر دو مختلف زاویہ ہائے نگاہ سے پیش کیا جا سکتا ہے۔ اوّل تو یہ کہ اسے مختلف مسلم مفکّرین کی علمی کاوشوں کے تجزیہ کی روشنی میں بیان کیا جائے اور دوم یہ کہ اسے قرآنی تعلیمات، سنّت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور احادیث کی روشنی میں براہ راست پیش کیا جائے۔ اسلامی تعلیمات کے بارہ میں اوّل الذکر طریق کی تفہیم وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مشکوک اور غیر مستند ہوتی چلی جارہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مفکّرین اپنے استنباط میں، جو ضروری نہیں کہ جائز اور معقول بھی ہو، روز بروز کٹّر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ جسے وہ اسلام قرار دیتے ہیں ابتدائی طور پر تو وہ اسلام کی بنیادی تعلیمات کے بارہ میں ان کے اپنے فہم پر مبنی ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو قرآن و سنت سے استنباط کرتے ہیں اگر اقلیت کے اصولوں پر سختی سے کاربند رہیں تو ایسی صورت میں انہیں دوسروں سے الگ حیثیت دی جاسکتی ہے۔ آگے چل کر ہم بنیادی مسائل کا ایک تجزیاتی مطالعہ پیش کریں گے۔ سردست ہم قرون اولیٰ کے مسلمان علماء، دانشوروں اور فلسفیوں کے اوّل الذکر گروہ کے ان افکار کی وضاحت کریں گے جن کے پس منظر میں اس دور کے مختلف اسلامی مکاتبِ فکر کی تشکیل ہوئی۔ تاریخ اسلام کے ابتدائی دور میں دو قسم کے اثرات نمایاں نظر آتے ہیں:

اوّل: سب سے زیادہ غالب اور طاقتور اثر قرآن اور سنّت کا تھا جس کی وجہ سے تصوّرِ علم میں ایک انقلابی تبدیلی پیدا ہوئی اور مطالعہ اور تحقیق مختلف جہتوں میں بے پایاں وسعت سے ہمکنار ہوئے۔

دوم: یونانی فلسفہ اور سائنس میں روز افزوں دلچسپی نیز ہندوستان، ایران اور چین کے کلاسیکی فلسفہ کے مطالعہ نے بھی مسلمانوں کے فکری ارتقا میں ایک اہم کردار ادا کیا۔ اس کے نتیجہ میں بہت سے بیرونی فلسفے آزادانہ طور پر یا اسلامی تعلیمات کے اختلاط سے مسلمانوں کی توجہ کا مرکز بن گئے۔

ان مختلف فلسفوں میں دلچسپی اور ان کی قرآنی آیات سے مطابقت کی خواہش نے نئے مکاتبِ فکر کو جنم دیا جو اس لئے اسلامی کہلائے کہ ابتدائی طور پر یہ مکتبہ ہائے فکر اسلامی سوچ، تعلیم اور عقائد کی گود میں پروان چڑھے تھے۔ نتیجۃً بدیشی فلسفہ کا کلیۃً قرآنی مطالعہ پر مبنی خیالات سے اختلاط شروع ہوا۔ اس حقیقت کے باوجود کہ چند تنگ نظر علماء نے ان کے وسیع النظر اور لچکدار رویہ کے باعث ان پر غیر اسلامی ہونے کی مہر لگا دی تھی اس بات میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ یہ عظیم علماء بنیادی طور پر مسلمان ہی تھے۔ مختلف دنیوی علوم سے ان کا تعلق شاذ ہی ان کے ایمان کی راہ میں حائل ہوا ہوگا۔ اس لحاظ سے ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قرآن وسنت کے مطالعہ کے بعد خود فیصلہ کرے کہ ایسے مفکرین کا پیش کردہ فلسفیانہ نقطۂ نظر اسلامی ہے یا نہیں۔ تاہم ان کے اخذ کردہ نتائج ہمیشہ بحث طلب رہے ہیں۔ بعض کے نزدیک یہ نتائج اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہیں اور بعض کے نزدیک ایسا نہیں ہے۔ تاہم کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ ان کی نیتوں پر شک کرے۔ سچائی کے ہر متلاشی کا یہ حق ہے کہ قرآن اور سنت کو گہرائی میں جا کر سمجھنے کی مخلصانہ کوشش کے بعد اپنے نتائج اخذ کرے۔ اسی طرح دوسروں کو بھی اس سے اختلاف کا حق حاصل ہے۔ لیکن کسی کو یہ اختیار نہیں کہ وہ دوسرے کو اس بنیادی حق سے محروم کردے کہ وہ جس چیز پر چاہے ایمان لائے اور خود کو حق پر سمجھے۔

اب ہم بعض اسلامی مکاتبِ فکر کا مختصر تعارف پیش کرتے ہیں جو ایک ہی ماخذ سے مختلف نتائج اخذ کرنے کی وجہ سے معرض وجود میں آئے۔ تاہم یاد رہے کہ قرآن وسنت پر مبنی ہونے کا دعویٰ کرنے والے ہر مکتبۂ فکر کو براہ راست ان شواہد کی کسوٹی پر پرکھا جانا چاہیئے جو وہ اپنی تائید میں پیش کرتا ہے۔ اسلامی حکومت کے دور میں پنپنے والے تمام نظریات اور نقطہ ہائے نظر کو فی ذاتہٖ اسلامی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ ان میں سے کچھ جزوی طور پر متضاد بلکہ ایک دوسرے کے بالکل برعکس تھے۔ تاہم یہ بات ان کو اس حق سے محروم نہیں کرتی کہ ان کے ماننے والے ان کا حوالہ دیتے وقت ان کو اسلامی قرار دیں۔

اَلْاَشْعَرِیَّہ

الاشعریہ مکتبۂ فکر امام ابوالحسن علی بن اسمٰعیل الاشعری (260 تا 330ھ) کا مرہون منت ہے کہ انہوں نے اسے مروّجہ مکاتبِ فکر میں ایک منفرد اور نمایاں اسلوب بخشا۔ یہ وہ دور تھا جب بعض مسلمان علماء تیزی سے عقلیت پسندی کی طرف مائل ہو رہے تھے اس لئے اس رجحان کے ردّ کی ضرورت محسوس کی گئی۔ اس جوابی تحریک کے سربراہ مشہور امام اسمٰعیل الاشعری تھے۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ الاشعری کے اپنے استاد الجبائی (وفات 303ھ) اس وقت کے سرکردہ عقلیت پسند تھے۔ امام اشعری نے نہ صرف عقلیت پسندوں سے اختلاف کیا بلکہ ہر اس نظام کی خامیوں کو پُر زور طریق پر بیان کیا جو سچائی کی شناخت کے لئے کلیۃً عقل پر انحصار کرتا ہے۔

اشعریہ کے نزدیک عقلیت پسندی نہ تو کسی یقینی علم کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نہ ہی اس سے ابدی صداقت تک رسائی ممکن ہے بلکہ شکوک وشبہات کی طرف لے جاتی ہے۔ اشعریہ اس بات پر زور دیتے تھے کہ حقیقی علم صرف عرفان حق سے وابستہ ہے کیونکہ حق کا ابدی سرچشمہ خود اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور اس کے حصول کا واحد راستہ وحیٔ الٰہی ہے۔

عقلیت پسندی کے خلاف ردّ عمل میں بعض اشعری اس انتہا تک چلے گئے کہ انہوں نے قرآنی آیات کی ہر منطقی تفسیر کو بھی مسترد کر دیا یہاں تک کہ انہوں نے قرآنی آیات کے مجازی معنوں کا بھی مطلق انکار کر دیا۔ امام اشعری خود ماہر منطقی تھے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ عقلیت پسندی کے خلاف ان کے پیش کردہ دلائل کی بنیاد خود عقل پر رکھی گئی ہے۔

اس امر کی وضاحت ان کے اپنے استاد الجبائی کے ساتھ ایک مناظرہ سے بخوبی ہو جاتی ہے جس میں اشعری نے الجبائی سے سوال کیا کہ آپ کی ان تین بھائیوں کی نجات کے بارہ میں کیا رائے ہے جن میں سے ایک مومن ہو، ایک کافر اور ایک ابھی بچہ ہو؟ الجبائی نے جواب دیا کہ مومن جنت میں جائے گا اور کافر جہنم میں، جبکہ بچہ نہ تو جنت میں جائے گا اور نہ ہی جہنم میں کیونکہ بچہ اپنے اعمال کی بنیاد پر کسی جزا سزا کا مستحق نہیں۔ اس پر اشعری نے کہا کہ بچہ خدا سے سوال کرسکتا ہے کہ تو نے مجھے کچھ وقت دیا ہوتا تو میں بھی کچھ اچھے اعمال کر لیتا۔ پس مجھے جنت سے کیوں محروم رکھا جا رہا ہے؟ الجبائی نے جواباً کہا۔ خدا کہہ سکتا ہے کہ میں جانتا تھا کہ تم بڑے ہو کر بُرے عمل کرو گے اس لئے کم سنی میں تمہاری موت درحقیقت تم پر شفقت ہے کیونکہ اس طرح تم جہنم سے بچ گئے ہو۔ اشعری نے برجستہ کہا اس صورت میں کافر بھی یہ کہہ سکتا ہے کہ اے خدا! تو نے مجھے بھی کیوں نہ بچپن میں وفات دے دی تا کہ میں بھی بُرے اعمال سے بچ جاتا؟

یہ امر قابل ذکر ہے کہ عقلیت پسندی کے خلاف دلائل دیتے ہوئے اشعری خود انہی کے ہتھیار استعمال کر رہے تھے۔ پس یہ کہنا درست نہیں کہ وہ سراسر عقلیت پسندی کے خلاف تھے۔ اس مکتبۂ فکر کے امام غزالی اور امام رازی وغیرہ جیسے پیروکار اپنے مسائل کے حل اور عقائد کی مضبوطی کیلئے عقلی دلائل پر بے حد انحصار کرتے تھے کہ اسلامی دنیا میں متعارف ہونے والے نئے فلسفوں سے کہیں اسلامی تعلیم کو ہی نقصان نہ پہنچ جائے۔ یہ اندیشہ بھی تھا کہ کہیں مجرد عقل کا استعمال ایسی تحریکات کا پیش خیمہ نہ بن جائے جو بالآخر حقیقی اسلام سے دُور لے جانے والی ہوں۔ اس لئے عقلیت پسندی کا میلان رکھنے والی تمام ایسی تحریکات کو الحادی یا بدعتی قرار دے دیا گیا جو ایک ہتک آمیز اصطلاح ہے کیونکہ اس سے مراد صراط مستقیم سے انحراف ہے۔ عقلیت پسند تحریکات کے بانیوں کو کٹر علماء جن القابات سے نوازتے تھے ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ علماء کا یہ کٹر طبقہ کتنا پریشان تھا۔ مثلاً وہ ان کو معتزلہ یا الحادی کہتے تھے یعنی راہ راست سے ہٹ جانے والے۔

ایک اور گروہ جو متردّیہ کے نام سے موسوم ہے اس بات پر یقین رکھتا تھا کہ وحی کو پہلے بعینہٖ قبول کر کے اس کی تائید میں منطقی توجیہات تلاش کرنی چاہئیں۔ وہ یقین رکھتے تھے کہ وحی ایمان کو مضبوط کرتی ہے جبکہ منطقی تشریحات اس ایمان کو مزید تقویت بخشتی ہیں۔ اشعریہ نے منطقی تشریحات کا کلیۃً رد نہیں کیا بلکہ وہ انہیں زوائد میں سے سمجھتے تھے۔ ان کے نزدیک اگر منطقی تشریح ممکن ہو تو فبہا وگرنہ مطلق وحی منطقی اور عقلی دلائل کے بغیر ہی کافی ہے۔

اشعریہ ہی کا ایک انتہا پسند گروہ جنہوں نے قدیم علماء کی اندھا دھند پیروی کی سلفیہ کے نام سے مشہور ہوا۔ ان کے نزدیک وحی کو بغیر کسی فلسفیانہ یا منطقی توجیہ کے بلاحیل وحجت قبول کر لینا چاہئے۔ کیونکہ انہیں اندیشہ تھا کہ یہ تشریحات بالآخر صراط مستقیم سے انحراف پر منتج ہوں گی۔

معتزلہ

جہاں تک معتزلہ کا تعلق ہے انہوں نے اس امر سے انکار نہیں کیا کہ وحی صداقت تک پہنچنے کا معتبر ترین ذریعہ ہے۔ تاہم انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ وحی کا حقیقی پیغام عقلی استدلال کے بغیر صحیح معنوں میں سمجھا نہیں جاسکتا۔ چنانچہ انہوں نے عقل کو وحی پر ان معنوں میں ترجیح دی کہ جب کبھی یہ دونوں بظاہر ایک دوسرے سے متصادم نظر آئیں تو وحی کی صحیح تفہیم کے لئے عقل کو فوقیت دی جائے گی یعنی عقل کو یہ فوقیت الہام کے متبادل کے طور پر نہیں بلکہ الہام کی صحیح توجیہ وتشریح کے مددگار کے طور پر حاصل ہوگی۔ ان کا موقف یہ تھا کہ قرآن وسنت کی معروف تشبیہات، استعارات اور علامات کو سمجھے بغیر سچائی تک پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ مثلاً انہوں نے کہا کہ اللہ کے ہاتھ اور اس کے چہرے سے مراد اس کی طاقت اور شان وشوکت ہے۔ علیٰ ھٰذا القیاس۔

الاشعری کا اپنا موقف تھا کہ قرآن کریم میں جہاں کہیں صفاتِ الٰہیہ کا تذکرہ ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی حقیقی صفات مراد ہیں اگرچہ ان کی پوری حقیقت کا ہمیں علم نہیں۔ لیکن انہوں نے اس بات سے اتفاق کیا کہ ان اصطلاحات سے ظاہری خدّ وخال مراد نہیں۔

اگرچہ تحریک معتزلہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے نویں صدی سے سترھویں صدی عیسوی تک یورپی مکاتبِ فکر سے مماثل دکھائی دیتی ہے لیکن اس نے کوئی ایسا الحاد یا بدعت کا رنگ اختیار نہیں کیا جیسا کہ یورپ میں عقلیت پسندی نے اپنے مسلسل انحطاط کے زمانہ میں اختیار کیا۔ معتزلہ نے اپنے دلائل کے حق میں ہمیشہ قرآن وسنت کے حقیقی سرچشموں سے ہی استنباط کیا اور خود کو کبھی ان سے الگ نہیں کیا بلکہ ہمیشہ ان سے منسلک رہے۔

آج معتزلہ اور اشعریہ کے نقطۂ نظر میں کوئی واضح فرق نہیں رہا۔ اگرچہ مذکورہ بالا تاریخی پس منظر نے عصرِ حاضر کے علماء کی علمی کاوشوں پر گہرے اثرات چھوڑے ہیں لیکن ماضی کی واضح تفریق کے نقوش اب دھندلا چکے ہیں۔ عصرِ حاضر کے علماء گزشتہ فرقہ وارانہ مکاتبِ فکر کے مقابل پر اپنے ذاتی نقطۂ نظر کو ترجیح دیتے ہیں تاہم دورِ گزشتہ کی باقیات کے کچھ آثار اب بھی کہیں کہیں نظر آتے ہیں۔ یہ باقیات وہ ہیں جو ایک لمبے عرصہ پر محیط مختلف مکاتبِ فکر کی باہمی افہام وتفہیم کا ثمر ہیں۔ ان میں سے بعض تو قطعی طور پر قرون وسطیٰ کی سوچ کے حامل ہیں۔ لیکن وہ اپنے موقف کی تائید میں اگرچہ کسی واحد پرانے مکتبۂ فکر پر کلیۃً انحصار نہیں کرتے لیکن اپنی تائید میں کسی نہ کسی مکتبۂ فکر کے عالم کی تلاش میں سرگرداں ضرور رہا کرتے ہیں۔ ان کے لئے قرون وسطیٰ کے مختلف فرقوں کے مابین پائی جانے والی حدود تو اب مفقود ہو چکی ہیں مگر ان کے نزدیک ازمنۂ وسطیٰ کے دقیانوسی خیالات سے آج بھی رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ یہی بات کسی حد تک نام نہاد جدّت پسندوں کے بارہ میں بھی کہی جاسکتی ہے جو ایک طرف تو بڑی بے باکی سے ذاتی نقطۂ نظر پیش کرتے ہیں اور دوسری طرف گزشتہ دانشوروں کا کوئی حوالہ مل جائے جو ان کے مفید مطلب ہو تو وہ اسے بھی اپنے مؤقف کی تائید میں پیش کرنے سے نہیں جھجکتے۔

(باقی آئندہ)

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

خطبہ جمعہ

خدا تعالیٰ احمدیوں کے دلوں میں قربانی کی اہمیت ڈالتا ہے اور وہ غیر معمولی نمونے بھی دکھاتے ہیں۔ جماعت میں وصیت کا ایک نظام ہے چندہ عام کا نظام ہے۔ اس کے علاوہ مختلف تحریکات ہوتی رہتی ہیں اور احباب ان میں قربانی کی غیر معمولی مثالیں قائم کرتے ہیں۔ دو تحریکات تو مستقل تحریکات ہیں یعنی تحریک جدید اور وقف جدید۔ وقف جدید کی تحریک پہلے صرف پاکستان میں تھی پھر تمام دنیا میں عام کر دی گئی اور اس کے بعد بھی اس میں بہت وسعت مزید پیدا کی گئی۔ وقف جدید کے ذریعہ سے بہت سے منصوبے غریب یا غیر ترقی یافتہ ملکوں میں سرانجام پا رہے ہیں۔

چندہ وقف جدید کے مختلف مصارف اور اس کے ذریعہ تکمیل پانے والے اور زیر تکمیل منصوبوں کا تذکرہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقف جدید کا اٹھاونواں (58) سال 31 دسمبر 2015ء کو ختم ہوا اور اس سال کے دوران خدا تعالیٰ کے فضل سے وقف جدید میں احباب جماعت کو 68 لاکھ 91 ہزار پاؤنڈ کی مالی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی۔ اور یہ وصولی گزشتہ سال سے چھ لاکھ بیاسی ہزار ایک سو چھپن پاؤنڈ زیادہ ہے۔ اس سال بھی پاکستان جو ہے وصولی کے لحاظ سے دنیا کی جماعتوں میں سرفہرست ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقف جدید کی تحریک میں شامل ہونے والوں کی تعداد بارہ لاکھ سے اوپر جاچکی ہے لیکن ابھی بھی بہت زیادہ گنجائش ہے۔ اس میں شمولیت کی طرف توجہ دلانا بہت ضروری ہے۔

چندوں کا نظام ہی ایسا نظام ہے جس کی وجہ سے رابطے بھی رہتے ہیں اور خود چندہ دینے والوں کو چندے کی برکات کا پتہ چلتا ہے اور پھر ان میں شوق پیدا ہوتا ہے۔ **مختلف ممالک سے مالی قربانی میں حصّہ لینے والوں کے بعض ایمان افروز واقعات کا تذکرہ**

وقف جدید کی مالی قربانی میں پاکستان کے بعد دنیا بھر میں برطانیہ پہلے نمبر پر۔ امریکہ دوسرے نمبر پر اور جرمنی تیسرے نمبر پر رہے۔ مقامی کرنسی میں وصولی کے لحاظ سے گھانا نمبر ایک پر ہے۔ **مختلف پہلوؤں سے نمایاں قربانی کرنے والے ممالک، اضلاع اور جماعتوں کا تذکرہ۔**

اللہ تعالیٰ تمام قربانی کرنے والوں کے اموال اور نفوس میں بے انتہا برکت ڈالے اور اس سال میں اللہ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر جہاں قربانی کی توفیق دے وہاں تعداد میں بھی اضافہ فرمائے۔

مکرم محمد اسلم شاد منگلا صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ پاکستان) اور مکرم احمد شیر جوئیہ صاحب آف بیلجیم کی وفات۔ مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 08 جنوری 2016ء بمطابق 08 صلح 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک الہام ہوا کہ: لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنَـا فَـاتَّـخِذْنِيْ وَكِيْلًا (تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ 401) کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس تُو مجھے ہی اپنا کارساز بنا۔

اس الہام میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ بھی تسلی دلا دی کہ تجھے کسی اور طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تیرے سب کام سنوارنے والا مَیں ہوں۔ تیرے کاموں کو چلانے والا مَیں ہوں۔ مَیں ہی ان سب کاموں کی نگرانی کرنے والا ہوں اور میں ہی ان کاموں کے لئے وسائل بھی مہیا کرنے والا ہوں۔ جب تُو نے مجھے اپنا معبود بنا لیا اور جب میں نے تجھے دین کی اشاعت کے لئے کھڑا کیا تو پھر کسی پریشانی کی ضرورت نہیں۔ مَیں ہی تیرے سب کام سنوارنے کی طاقت رکھتا ہوں اور سنواروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود بھی اس کی مختصر سی وضاحت فرمائی ہے کہ یعنی مَیں ہی ہوں کہ ہر ایک کام میں کارساز ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پس تو مجھ کو ہی وکیل یعنی کارساز سمجھ لے اور دوسروں کا اپنے کاموں میں کچھ بھی دخل مت سمجھ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس الہام پر مجھے خوف پیدا ہوا اور میرے دل پر لرزہ پڑا کہ شاید اللہ تعالیٰ کی نظر میں میری جماعت اس قابل نہیں کہ خدا تعالیٰ اس کا نام بھی لے۔ آپ نے جماعت کو توجہ دلائی کہ یہ الہام ایسا ہے کہ جماعت کے ہر فرد کو یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ تمہاری خدمتوں کا محتاج نہیں ہے۔ تمہاری مددوں کا محتاج نہیں ہے۔ نہ ہی تمہاری قربانیوں کا محتاج ہے۔ جب اس نے اس سلسلے کو قائم فرمایا ہے تو اس کو چلانے کا بھی وہ انتظام کرنے والا ہے۔ آپ نے افراد جماعت کو فرمایا کہ تمہیں جو خدمت کا موقع ملتا ہے اس کو فضل الٰہی سمجھ کر کرو۔

(مأخوذ از مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 498 اشتہار ''حضرت اقدس کی طرف سے جماعت کو ارشاد'' اشتہار نمبر 253 مطبوعہ الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ)

پس آپ کی اس بات کو افراد جماعت نے سمجھا اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کی تکمیل کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہوئے جس میں مالی قربانی بھی ہے جس کے بڑے اعلیٰ نمونے دکھائے۔ آپ کی زندگی میں بھی اور بعد میں بھی آج تک یہ نمونے دکھاتے چلے جا رہے ہیں۔ ان قربانیوں کو کرنے والے جماعت پر یہ قربانیاں کوئی احسان نہیں سمجھتے بلکہ قربانی کی توفیق ملنے پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

اس الہام میں یہ بھی اشارہ ہے کہ آپ کے بعد خلافت احمدیہ کا جاری نظام بھی ہمیشہ اس بات کو پیش نظر رکھے کہ اللہ تعالیٰ کی عبودیت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اور اللہ پر توکّل کرتے ہوئے اسی سے مدد مانگنی ہے اور اسی پہ انحصار کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ خود ہی ہر کام میں آسانیاں بھی پیدا کرتا چلا جائے گا۔ سب کام سنوارے گا اور کاموں کے انجام دینے کے لئے بھی سامان مہیا فرماتا رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے یہ نظارے ہم آج تک دیکھ بھی رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ احمدیوں کے دلوں میں قربانی کی اہمیت ڈالتا ہے اور وہ غیر معمولی نمونے بھی دکھاتے ہیں۔ جماعت میں وصیت کا ایک نظام ہے۔ چندہ عام کا نظام ہے۔ اس کے علاوہ مختلف تحریکات ہوتی رہتی ہیں اور احباب ان میں قربانی کی غیر معمولی مثالیں قائم کرتے ہیں۔ دو تحریکات تو مستقل تحریکات ہیں یعنی ''تحریک جدید'' اور ''وقف جدید''۔ وقف جدید کی تحریک پہلے صرف پاکستان میں تھی۔ پھر تمام دنیا میں عام کر دی گئی اور اس کے بعد بھی اس میں مزید بہت وسعت پیدا کی گئی۔ قربانی کے غیر معمولی نمونے افراد جماعت کی طرف سے دیکھنے کو ملتے

ہیں۔ جیسا کہ احباب جماعت جانتے ہیں کہ پاکستان میں جب تحریک کی گئی تھی تو دیہاتی اور دور دراز علاقوں میں تربیتی اور تبلیغی کاموں میں تیزی پیدا کرنے کے لئے یہ تحریک کی گئی تھی اور وقف جدید کو جاری کیا گیا تھا۔ پھر یہ تمام دنیا کے لئے جب عام کی گئی تب بھی اس کے مخصوص مقاصد تھے۔ خاص علاقوں کے لئے اس میں سے خرچ کیا جانا تھا۔ اس کے لئے جو علاقے مقرر تھے یا شروع میں جو تحریک کی گئی تھی وہ بھارت کے لئے تھی۔ پھر افریقہ اور دوسرے غریب ممالک کے علاقوں میں تربیت اور تبلیغ کے کام کو فعال کرنے کے لئے اسے جاری کیا گیا۔

ایک نوجوان عزیز نے مجھ سے سوال کیا کہ جب وقف جدید تمام دنیا میں جاری کر دی گئی ہے (پہلے تو صرف پاکستان میں محدود تھی) تو پھر اب تحریک جدید کے جاری رکھنے کی کیا ضرورت ہے یا اس کا کیا مقصد ہے؟ شاید اور کسی کے ذہن میں بھی یہ سوال اٹھے کہ اتنی تحریکات ہیں۔ ان کا کیا مقصد ہے؟ تو اس بارے میں مَیں تھوڑی سی وضاحت کر دوں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ وقف جدید یعنی اس کے اخراجات مخصوص ملکوں اور مخصوص علاقوں کے لئے ہیں۔ مغربی اور امیر ممالک سے وقف جدید کی مدّ میں جو چندہ آتا ہے وہ بھارت اور افریقہ کے عموماً دیہاتی علاقوں میں خرچ ہوتا ہے بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جب یہ تحریک باقی دنیا کے لئے بھی عام کی تھی تو امیر ممالک میں وقف جدید کو جاری کرنے کا مقصد ہی یہ تھا کہ ہندوستان کے اور قادیان کے جو اخراجات ہیں وہ وقف جدید سے پورے کئے جائیں جبکہ تحریک جدید سے جو اخراجات کئے جاتے ہیں وہ دنیا کے ہر ملک میں جہاں مرکز سے مدد کی ضرورت ہو کئے جاتے ہیں۔ کیونکہ رقم مرکز میں آتی ہے اور وہاں سے اخراجات کئے جاتے ہیں۔

بہرحال وقف جدید کے ذریعہ سے بہت سے منصوبے غریب یا غیر ترقی یافتہ ملکوں میں سرانجام پا رہے ہیں۔ جنوری کے پہلے یا دوسرے جمعہ میں وقف جدید کے سال کا بھی اعلان ہوتا ہے اس لئے میں وقف جدید کے حوالے سے آج بات کروں گا اور نئے سال کا اعلان بھی کروں گا اور گزشتہ سال کی رپورٹ بھی پیش کروں گا جیسا کہ روایت ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقف جدید کا اٹھاونواں (58) سال 31؍دسمبر 2015ء کو ختم ہوا اور اس سال کے دوران خدا تعالیٰ کے فضل سے وقف جدید میں احباب جماعت کو 68لاکھ 91ہزار پاؤنڈ کی مالی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی۔ اور یہ وصولی گزشتہ سال سے چھ لاکھ بیاسی ہزار ایک سو چھپن پاؤنڈ زیادہ ہے۔ اس سال بھی پاکستان جو ہے وصولی کے لحاظ سے دنیا کی جماعتوں میں سرفہرست ہی ہے۔

باقی ممالک کی پوزیشنیں بتانے سے پہلے مَیں وقف جدید کی کچھ تھوڑی سی تفصیل بھی بتانا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ بتایا ہے کہ سال 2015ء میں وقف جدید میں 68لاکھ 91ہزار پاؤنڈ کی وصولی ہوئی۔ اس میں سے کل وصولی کا جو تیسرا حصہ ہے وہ انہی ملکوں میں لگایا جاتا ہے۔ یعنی یہ غیر ترقی یافتہ یا کم ترقی یافتہ یا غریب ممالک جو ہیں ان سے ہی وصولیاں ہو رہی ہوتی ہیں اس لئے اس کل وصولی کا تیسرا حصہ ان ممالک سے آتا ہے اور انہی جگہوں پہ رہ جاتا ہے اور انہی ملکوں میں ان کے منصوبوں پر خرچ ہوتا ہے۔ بقایا جو دو حصے ہے اس میں سے بھی نصف قادیان اور بھارت کی جماعتوں کے لئے خرچ کیا جاتا ہے جیسا کہ حضرت خلیفہ رابعؒ نے تحریک شروع کی تھی اور اس مقصد کے لئے کی تھی۔ اور بقایا نصف، جو تیسرا حصہ ہے وہ پھر افریقہ اور دوسرے ممالک میں خرچ ہوتا ہے۔ ہندوستان میں اس سال میں بھی اُنیس (19) مساجد کی تعمیر مکمل ہوئی ہے۔ دو مساجد زیر تعمیر ہیں۔ اس سال 23 مشن ہاؤس بنائے گئے۔ چار مشن ہاؤسز اس وقت زیر تعمیر ہیں۔ اس کے علاوہ قادیان میں بھی جلسہ گاہ اور مختلف پراجیکٹس جو ہیں ان کی تعمیر ہوئی، ان پر خرچ ہوا۔ نیپال بھی بھارت کے تحت ہی ہے۔ یہاں سے وکالت تعمیل وتنفیذ کنٹرول کرتی ہے اور بھوٹان میں بھی یہیں سے کنٹرول ہوتا ہے۔ بہرحال نیپال میں دو پختہ مساجد بنی ہیں اور دو عارضی شیڈ بنائے گئے۔

مساجد اور مشن ہاؤسز کی تعمیر پر ہر جگہ خاص طور پر توجہ دی جاتی ہے۔ بھارت کی ایک جماعت میں بڑے عرصے کے بعد ہمارا وفد وہاں ایک گاؤں میں گیا تو لوگوں نے بتایا کہ ہم عرصہ ہوا احمدی ہوئے تھے اور ہمارے پاس نہ کوئی مسجد ہے، نہ مشن ہاؤس ہے اور مخالفین نے ہمیں یہ کہا کہ جماعت احمدیہ تو اب ختم ہو چکی ہے۔ یہاں تو اس صوبے کا جو مرکز ہے وہ بھی ختم ہو چکا ہے اور اب تمہیں جماعت میں رہنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ جماعت چھوڑ دو۔ تو اس طرح بہت ساری بیعتیں جو ماضی میں ہوتی رہیں وہ ضائع ہو گئیں کیونکہ رابطے نہیں رہے۔ اور جب تک مساجد نہ ہوں، جب تک مشن ہاؤسز نہ ہوں، جب تک معلّمین نہ ہوں ان جماعتوں کو قائم رکھا بھی نہیں جا سکتا۔ اس لئے جو بعض اعتراض ہوتے ہیں کہ اتنی تعداد کہاں گئی وہ تعداد اس لئے ضائع ہو گئی کہ ان کے رابطے نہیں رہے اور اس کے لئے اب جو plan کئے گئے ہیں وہ یہی ہیں کہ جہاں جہاں جماعتیں بنیں، جہاں جہاں بیعتیں ہوں اور افراد جماعت کی تعداد اچھی خاصی ہو جائے تو وہاں مساجد بھی بنائی جائیں اور افریقہ میں بھی اور بھارت میں بھی اور دوسری جگہوں پہ بھی مشن ہاؤس بھی بنائے جائیں۔

اس کے علاوہ جو کام ہوتے ہیں اس میں بھی اخراجات ہوتے ہیں۔ ہندوستان میں دوران سال تربیتی کلاسوں کا انعقاد ہوا۔ کافی تعداد میں ریفریشر کورسز ہوئے اور ان پر بھی اخراجات ہوتے ہیں۔ اس وقت صرف ہندوستان میں جو معلّمین کام کر رہے ہیں ان کی تعداد بھی 1127 ہے۔ ان کے الاؤنسز ہیں۔ ان کی رہائشگاہیں ہیں اور ان کے سفر کے اخراجات ہیں۔ اس طرح کے بڑے وسیع اخراجات ہوتے ہیں۔

پھر افریقہ ہے۔ افریقہ کے 26 ممالک میں اس وقت 1287 لوکل معلّمین کام کر رہے ہیں۔ دیہاتوں میں مساجد کی تعمیر کے ساتھ بعض مقامات پر معلمین کی رہائش کے لئے کمرے یا مکان بھی تعمیر کئے گئے۔ پھر اس کے علاوہ جہاں معلّمین کو ٹھہرانے کے لئے تعمیر نہیں ہوتی کیونکہ جیسا کہ مَیں نے کہا جماعتیں اگر قائم رکھنی ہیں پھر بہرحال معلّمین بھیجنے پڑتے ہیں گو ان کی تعداد ابھی بہت کم ہے اور ہمیں بہت زیادہ معلّمین چاہئیں لیکن بہرحال جس حد تک کوشش کی جا سکتی ہے کرنی چاہئے۔ تو جہاں ابھی فوری طور پہ مکان نہیں بن سکتے وہاں کرائے پر مکان لئے جاتے ہیں۔ اس وقت بھی افریقہ میں ہی مثلاً 372 ایسی جماعتیں ہیں جہاں کرائے پر مکان لے کر وہاں ان معلّمین کو رکھا ہوا ہے۔

اس سال میں افریقہ میں 130 مساجد مکمل ہوئی ہیں۔ 47 مساجد اس وقت زیر تعمیر ہیں اور ان کا جو منصوبہ ہے اس سال میں ہی 95 مزید مساجد بنانے کا بھی ہے۔

پھر افریقہ کے اٹھارہ ممالک میں 82 مشن ہاؤسز کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔ تیرہ (13) ممالک میں اکیس (21) مشن ہاؤسز زیر تعمیر ہیں اور اس کے علاوہ بھی تعمیری منصوبے ہیں۔ افریقہ میں تربیت کے لئے، نومبائعین کی تربیت کے لئے تربیتی کلاسز اور ریفریشر کورسز بھی ہوتے ہیں۔ دو ہزار ایک سو چھپن (2156) مقامات پر سینتیس ہزار کے قریب تربیتی کلاسز اور ریفریشر کورسز مکمل کئے گئے اور اس میں تقریباً ایک لاکھ نَومبائعین نے شرکت بھی کی۔ 1132 اماموں نے ٹریننگ لی۔ نومبائعین کی تعلیم و تربیت کے لئے اور ان کو نظام جماعت کا فعال حصہ بنانے کے لئے مختلف ممالک میں ان کی تعلیمی و تربیتی کلاسز اور ریفریشر کورسز کا انعقاد کیا جاتا ہے جیسا کہ میں نے بتایا اور بہت سارے جو شریف الطبع مساجد کے امام بھی بیعت کرتے ہیں اور احمدیت میں شامل ہوتے ہیں تو ان کی بھی نئے سرے سے تربیت کرنی پڑتی ہے۔ انہیں تربیت دینی پڑتی ہے۔ صحیح اسلام کے بارے میں مسائل سکھانے پڑتے ہیں۔ ان کی کلاسیں لگائی جاتی ہیں۔ تو اس لئے جیسا کہ میں نے بتایا اماموں کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔ ان کی جو کلاسز ہیں وہ ہفتے سے لے کے دو ہفتے تک سال کے مختلف اوقات میں، سال کے مختلف حصوں میں لگتی ہیں۔ ان پر رہائش اور خوراک وغیرہ کے اخراجات آتے ہیں۔ یہاں جو رپورٹیں میرے سامنے آئی تھیں اس میں مَیں دیکھ رہا تھا کہ برکینا فاسو اور نائیجر کو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ کام بہت بہتر ہو سکتا ہے جو یہ نہیں کر رہے۔

بہرحال اب شامل ہونے والوں کے کچھ کوائف پیش کرتا ہوں۔ پہلے تو مَیں نے بتایا تھا کہ یہ اتنا اضافہ ہوا۔ اب ہے وقف جدید میں شامل ہونے والے مخلصین کی تعداد۔ 2010ء میں یہ تعداد چھ لاکھ تھی۔ اُس وقت مَیں نے خاص طور پر مختلف جماعتوں کو تحریک کی تھی کہ تربیت اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک چندے کے نظام میں شامل نہیں کریں گے۔ اب اس سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان شامل ہونے والوں کی تعداد بارہ لاکھ سے اوپر جا چکی ہے لیکن ابھی بھی بہت زیادہ گنجائش ہے اور جیسا کہ مَیں نے کہا چندوں میں شمولیت کی طرف توجہ دلانا بہت ضروری ہے۔ اس کے بغیر اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ ایمان میں بھی ترقی نہیں ہو سکتی اور پھر چندوں کا نظام ہی ایسا نظام ہے جس کی وجہ سے پھر رابطے بھی رہتے ہیں اور خود چندہ دینے والوں کو چندے کی برکات کا پتا چلتا ہے اور پھر ان میں شوق پیدا ہوتا ہے۔ چند ایک واقعات بھی اس کے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

تنزانیہ کے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک گاؤں کی رہنے والی ایک نومبائع خاتون نے صرف ایک ماہ پہلے بیعت کی تھی۔ ان کو جب وقف جدید کی برکات کے بارے میں بتایا گیا تو کہنے لگیں کہ اس وقت میرے پاس رقم تو نہیں ہے لیکن چونکہ چندہ کی ادائیگی کا سال ختم ہو رہا ہے۔ مَیں چندے کی برکت سے محروم نہیں ہونا چاہتی تھوڑا سا انتظار کریں۔ چنانچہ وہ اپنے گھر گئیں۔ گھر میں انڈے پڑے ہوئے تھے۔ وہاں سے انڈے لئے۔ وہ جا کے بازار میں بیچے اور دو ہزار شلنگ ان کی قیمت وصول ہوئی۔ وہ آ کے چندہ وقف جدید میں دے گئیں۔ اب یہ صرف ایک مہینہ پہلے احمدی ہوئیں اور ان کو یہ احساس ہوا کہ چندہ دینا ضروری ہے۔

اسی طرح ایک نومبائع ہیں۔ وہ بھی کہتے ہیں کہ گھر میں کھانے کو کچھ نہیں تھا۔ جو رقم تھی وہ میں نے چندے میں دے دی۔ کسی نے ان کی رقم دینی تھی۔ کہتے ہیں وہ رقم میں نے چندے میں دے دی اور بڑے عرصے سے کسی شخص سے رقم مانگ رہے تھے جس نے ان سے ادھار لیا ہوا تھا، قرض لیا ہوا تھا اور واپس نہیں کر رہا تھا۔ چندہ دینے کے فوراً بعد ہی اس کا پیغام آیا کہ تمہاری وہ رقم میرے پاس پڑی ہوئی ہے وہ لے جاؤ اور وہ اس رقم سے چار پانچ گنا زیادہ تھی جو انہوں نے چندے میں دی۔

پھر گیمبیا کی ایک خاتون ہیں انہوں نے دو سال پہلے بیعت کی تھی۔ ان کی شادی کو دس سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔ گزشتہ سال جب وقف جدید کے چندہ کی تحریک کی گئی تو انہوں نے اپنی استعداد کے مطابق چندہ ادا کیا اور پھر مجھے بھی دعا کے لئے لکھا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور موصوفہ کو اللہ تعالیٰ نے اب دو جڑواں بچوں سے نوازا ہے اور یہ کہتی ہیں کہ مجھے اب سمجھ آئی کہ چندے کی برکات کیا ہیں؟

پھر گیمبیا سے ہی امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک گاؤں کے ایک دوست ہیں۔ ایک سال سے بیمار تھے اور بیماری کے دوران نہ چل سکتے تھے، نہ پھر سکتے تھے، نہ کوئی کام کر سکتے تھے۔ اس وجہ سے مالی حالت بھی بہت زیادہ خراب تھی۔ چنانچہ گزشتہ سال جب وقف جدید کی تحریک کی گئی تو ان کے پاس پانچ ڈلاسی تھے جو ان کو کسی نے صدقے کے طور پر دیئے تھے۔ وہ پانچ ڈلاسی انہوں نے وقف جدید میں ادا کر دیئے۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے ایسا فضل کیا کہ جو شخص چلنے پھرنے سے قاصر تھا اس کے کام میں ایسی برکت ڈالی کہ اب جانوروں کا ایک ریوڑ ان کے پاس ہے اور وہ کھیتی باڑی کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ سب فضل فرمایا کہ میری فصلیں بھی اچھی ہونے لگ گئیں اور میرے پاس جانوروں کا بڑا ریوڑ آ گیا یہ سب چندے کی برکات ہیں۔

گیمبیا سے ہی امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک خاتون کا خاوند سات سال پہلے اچانک غائب ہو گیا۔ خاتون بڑی پریشان رہتی تھی۔ اس کو لوگ کہتے تھے کہ اتنا عرصہ ہو گیا وہ نہیں آیا۔ فوت ہو چکا ہو گا۔ تم شادی کر لو۔ وہ کہتی تھی نہیں۔ بہرحال چندے کے لئے جب ان کے پاس گئے۔ وقف جدید کا چندہ انہوں نے دینا تھا۔ پانچ ڈلاسی انہوں نے چندہ ادا کر دیا اور کہتی ہیں کہ اس چندے کی ادائیگی کے بعد مجھے ایک ذہنی سکون مل گیا۔ اور پھر نہ صرف ذہنی سکون ملا۔ دو ماہ کے بعد ہی اچانک ایک دن ان کا خاوند صحیح سالم گھر پہنچ گیا جو کہیں کسی وجہ سے پھنس گئے تھے یا کسی ایسی جگہ چلے گئے تھے جہاں سے آنا مشکل تھا۔ بہرحال ان کے وہ حالات ٹھیک ہو گئے۔ خاوند بھی آ گیا اور اب اللہ کے فضل سے ان کے بیٹی بھی پیدا ہوئی۔

فِن لینڈ سے ایک دوست لکھتے ہیں کہ 510 یورو میرا پچھلے سال کا وعدہ تھا۔ اس سال میں نے کہا چلو حالات ٹھیک نہیں تو میں نے اپنا وعدہ ایک سو یورو کر دیا کہ زیادہ نہیں دے سکتا۔ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس طرح پکڑا کہ ایک دن اچانک میری گاڑی سڑک پر خراب ہو گئی اور اس کو مرمت کے لئے ورکشاپ لے جانا پڑا۔ جو بل آیا وہ بعینہٖ اتنا تھا جتنا پہلے انہوں نے وعدہ کیا ہوتا تھا یعنی 510 یورو۔ تو گھر پہنچتے ہی انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اصل میں مجھے سبق دیا ہے۔ پھر فوری طور پہ انہوں نے اپنا وقف جدید کا وعدہ پورا کیا اور چندہ ادا کیا۔

سیرالیون کی ایک احمدی خاتون پرائمری سکول کی ہیڈ مسٹرس ہیں۔ کہتی ہیں کہ مشنری صاحب نے چندے کی تحریک کی۔ میرے پاس رقم نہیں تھی۔ پہلے میں دے چکی تھی۔ کہتی ہیں میرا ایک بھائی تھا جو بڑے عرصہ سے عیسائی ہو گیا تھا اور مجھ سے ناراض تھا کہ تم بھی عیسائی ہو جاؤ اور چھوڑ کے امریکہ چلا گیا تھا۔ خیر کہتی ہیں میں نے مشکل سے چندہ تو ادا کر دیا گو حالات ایسے نہیں تھے۔ ایک دن اس کا فون آیا اور اس نے کہا کہ ٹھیک ہے تم بیشک مسلمان رہو۔ احمدی رہو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن بہرحال مجھے تحریک ہوئی ہے کہ میں تمہاری مدد کروں۔ اس لئے میں تمہیں ایک بڑی رقم بھیج رہا ہوں۔ چنانچہ اس نے رقم بھیجی۔ بھائی سے رابطہ بھی ہو گیا اور کشائش بھی پیدا ہو گئی۔

ہندوستان سے مبلغ سلسلہ لکھتے ہیں کہ کوئمبتور (Coimbator) کے ایک دوست اپنی بیٹی کے لئے زیور خریدنے بازار گئے۔ زیور پسند کر رہے تھے کہ جمعہ کا وقت ہو گیا۔ انہوں نے دکاندار سے کہا کہ ہم نماز پڑھ کے آتے ہیں۔ پھر زیور لیں گے۔ خطبہ جمعہ میں ان کو میرے خطبہ کا خلاصہ سنایا گیا جس میں تحریک جدید کے چندے کے نئے سال کا اعلان تھا۔ چندے کے بارے میں بتایا گیا اور اس میں ایک نابینا خاتون کی مالی قربانی کا واقعہ بھی مَیں نے سنایا تھا۔ اس کا ان دوست پر ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے نماز کے بعد بجائے زیور خریدنے کے وقف جدید کا چندہ ادا کر دیا اور مسجد سے باہر آ کر جب اپنی اہلیہ سے اس بات کا ذکر کیا تو وہ بھی بہت خوش ہوئیں اور کہنے لگیں کہ خطبہ کے دوران مَیں نے بھی یہی ارادہ کیا تھا کہ یہ چندہ دے دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری بیٹی کے زیور کا کوئی اور انتظام کر دے گا۔

ہندوستان میں سہارنپور سے ہی انسپکٹر وقف جدید لکھتے ہیں کہ یوپی کے ایک گاؤں میں ایک احمدی دوست کے گھر وقف جدید کی وصولی کے لئے گئے تو انہوں نے اپنی اہلیہ سے کہا کہ عید آنے والی ہے اور میرے پاس صرف دو سو روپے ہیں۔ چاہو تو عید کے کپڑے بنا لو چاہو تو چندہ ادا کر دو۔ اس وقت موصوفہ نے کہا کہ پہلے چندہ ادا کریں کپڑے تو بعد میں بن جائیں گے۔ ابھی چند ماہ ہی گزر رہے تھے کہ یہ ان کے گھر دوبارہ چندہ لینے گئے تو ان کا گھر دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ موصوف نے بتایا کہ ہم نے جب سے چندہ ادا کیا ہے تب سے ہمارے پاس بہت کام آیا ہے۔ پہلے تو میں کھیتوں میں دوسروں کا ٹریکٹر چلاتا تھا اب اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل کیا ہے کہ میں نے خود اپنا ٹریکٹر خرید لیا ہے اور کام میں بے انتہا برکت پڑ گئی ہے۔

ہندوستان سے ہی اڑیسہ کی ایک جماعت جگت گیری ہے (میرا خیال ہے یہ اڑیسہ میں ہی ہے)۔ بہرحال جو بھی جگہ ہے وہاں کے ایک شخص قرضے میں ڈوبے ہوئے تھے اور اس کی وجہ سے لوگوں سے چھپتے پھر رہے تھے۔ چھپ چھپا کر اپنا وطن چھوڑ کے حیدر آباد چلے گئے۔ خیر ان کو (انسپکٹر وقف جدید کو) جب ان کے بارے میں علم ہوا تو ان کے پاس پہنچے۔ وہاں رابطہ ہوا۔ مربی صاحب نے یا انسپکٹر صاحب نے ان کو چندے کی اہمیت بتائی۔ خیر انہوں نے کسی نہ کسی طرح اپنا چندہ ادا کر دیا اور جماعت سے رابطہ بھی رکھا۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت عطا فرمائی کہ آمدنی پیدا ہونی شروع ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے سارے قرضے بھی اتار دیئے اور نہ صرف ان کے قرضے اتر گئے جس کی وجہ سے چھپتے پھرتے تھے بلکہ کہتے ہیں میں نے اپنا مکان بھی خرید لیا۔ اب انہوں نے اپنا وعدہ اس سے کئی گنا بڑھ کے لکھوا دیا۔

بنگال اور سکّم کے انسپکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ دارجلنگ جماعت کے ایک دوست دس سال قبل جماعت میں شامل ہوئے تھے۔ مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ اس سال جب وقف جدید کے بجٹ کے لئے ان کے پاس پہنچے تو انہوں نے بتایا کہ والد کا آپریشن تھا جس میں ایک لاکھ روپے خرچ ہو گئے ہیں اس لئے کافی تنگی ہے۔ موصوف نے اپنا وقف جدید کا بائیس ہزار روپے کا وعدہ جو اُن کا کافی بڑا وعدہ تھا، کم کر کے سترہ ہزار روپے کروا دیا لیکن جب وصولی کرنے کے لئے گئے تو بائیس ہزار ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے خیال آیا کہ میں ایک نیکی کو جب جاری کر چکا ہوں تو کیوں اس میں کمی کروں۔ تو اس طرح بھی اللہ تعالیٰ ایمانوں میں اضافہ کرتا ہے اور خود احساس پیدا کرواتا ہے کہ تم لوگ قربانیاں کرو تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے مزید وارث بنو۔

ماریشس سے ایک احمدی دوست بیان کرتے ہیں کہ 2015ء میں جب میری طرف سے خطبہ جمعہ میں وقف جدید کے نئے سال کا اعلان ہوا تو کہتا ہے میں سوچ میں پڑ گیا کہ میں نے تو کبھی یہ چندہ ادا نہیں کیا۔ خطبہ کے دوران ہی میں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا کہ اگر مجھے کام مل گیا تو پچیس ہزار ماریشین روپے جو تقریباً پانچ سو پاؤنڈ بنتے ہیں وقف جدید میں ادا کروں گا۔ کہتے ہیں چند دن بعد ہی مجھے پانچ لاکھ روپے کا ایک contract مل گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے وعدے کے بدلے میں بیس گنا زائد عطا فرمایا ہے اور اس کے ملتے ہی انہوں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اپنا چندہ ادا کیا۔

بینن افریقہ کا ایک ملک ہے۔ وہاں کے ایک مخلص احمدی آموسوں قدوس صاحب ہیں۔ نوجوان بچہ ہے۔ سولہ سترہ سال عمر ہے لیکن چندہ دینے میں مزدوری کر کے چندہ دیتے تھے لیکن ان کے بھائی بیمار تھے اور بڑے بڑے ہسپتالوں میں علاج کرانے کے باوجود فرق نہیں پڑ رہا تھا۔ بہرحال بڑی فکرمندی تھی۔ انہوں نے مجھے بھی دعا کے لئے خط لکھا۔ خود بھی دعا کرتے رہے اور اس کے بعد ایک ہزار فرانک چندے کے طور پر بھی پیش کیا۔ کہتے ہیں کہ کیونکہ خاص طور پر اس نظر سے کیا تھا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ غیر معمولی طور پر ان کے بھائی کو شفا ہو گئی بلکہ یہ بیان کرنے والے وہاں کے مبلغ ہیں بیان کرتے ہیں کہ ہم نے انہیں کہا بھی کہ تمہارا بھائی بیمار ہے تمہیں ضرورت ہے ابھی تم یہ چندہ نہ دو، بعد میں دے دینا۔ اس نے کہا نہیں۔ اس نے نقد سودا کیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی فوری طور پہ نوازا۔

بینن کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک دوست بڑی باقاعدگی سے چندہ دینے والے ہیں۔ یہ کہتے ہیں 4؍دسمبر 2015ء کی رات ڈاکوؤں کا ایک بہت بڑا گروہ مختلف گاؤں کی بھینسیں چُراتا ہوا ہمارے گاؤں میں بھی آ گیا اور اسلحے کے زور پہ وہ ان کی سب بھینسیں لے گئے۔ لیکن ڈاکوؤں کا یہ گروہ ابھی بھینسیں لے کر گاؤں سے نکلا ہی تھا کہ بڑے زور کی آندھی چلنی شروع ہو گئی اور تمام گائیاں بھینسیں جو تھیں بدک کر بھاگ گئیں اور یہ ڈاکو جو تھے ان پہ قابو نہ پا سکے۔ تو ان احمدی صاحب کی کوئی بیس کے قریب گائیاں تھیں جو ان کے پاس آ گئیں بلکہ باقی جانور بھی یہیں آ گئے اور پھر ان لوگوں کو واپس کئے اور لوگوں کو بتایا کہ یہ سب کچھ جو تمہیں بھی واپس ملا ہے میری وجہ سے اس وجہ سے یہ ملا ہے کہ مَیں باقاعدگی سے چندہ دینے والوں میں سے ہوں۔ افریقہ کے دور دراز ملکوں میں بیٹھے ہوئے یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونے کے بعد کس طرح ایمان میں ترقی کر رہے ہیں۔

آسٹریلیا کی ایک جماعت کے بارے میں سیکرٹری وقف جدید لکھتے ہیں کہ ایک خاتون نے گزشتہ سال وقف جدید کے بارہ میں خطبہ سنا اور وہ موصوفہ بڑی متاثر ہوئیں۔ اور دو ہزار ڈالر ان کے پاس تھے وہ فوری طور پر انہوں نے ادا کر دیئے۔

اسی طرح آسٹریلیا سے ہمارے مبلغ ایک بچے کا واقعہ لکھتے ہیں۔ یہ ان کے گھر والوں سے باتیں کر رہے تھے اور وہ بچہ قریب بیٹھا باتیں سن رہا تھا تو تھوڑی دیر کے بعد وہ گیا اور اپنی بُگّی (گلّہ، بُغچی) اٹھا کے لے آیا۔ اس میں دو سو ڈالر تھے کہ یہ میری طرف سے وقف جدید کا چندہ ہے۔

ناروے کے امیر صاحب نے بھی لکھا ہے کہ ایک نارویجین نومبائع خاتون ہیں۔ انہیں جب تحریک کی گئی تو فوری طور پر دو سو کرون ادا کر دیئے اور کچھ دن کے بعد موصوفہ نے بتایا کہ جس دن میں نے چندہ ادا کیا تھا اس سے اگلے روز ہی میرے boss نے مجھے بلا کر میری تنخواہ میں دو سو کرون کا اضافہ کر دیا حالانکہ میں نے کسی قسم کا کوئی مطالبہ نہیں کیا تھا۔ کہتی ہیں میں نے تو ایک دفعہ دو سو کرون دیئے تھے اور اب مجھے ہر ماہ دو سو کرون زائد مل رہے ہیں۔

کونگو کنشاسا میں ایک دوست ہیں۔ حال ہی میں بیعت کی ہے۔ ان کو جماعت کے مالی نظام سے آگاہ کیا گیا تو انہوں نے اسی وقت باقاعدگی سے چندے کی ادائیگی شروع کر دی۔ یہ نومبائع دوست بیان کرتے ہیں کہ چندے کی ادائیگی سے میرے مالی حالات میں بہت بہتری آ گئی ہے۔ اس سے پہلے میں جس کام میں بھی ہاتھ ڈالتا تھا وہ بار آور نہ ہوتا تھا لیکن جب سے چندے کی ادائیگی شروع کی ہے خدا تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا ہے کہ اب میرے پاس گائیاں بھی ہیں اور رزق میں بہت برکت پڑ گئی ہے۔

جرمنی کے نیشنل سیکرٹری وقف جدید لکھتے ہیں کہ جرمنی کی جماعت کا سیمینار تھا جس میں ایک نومبائع خاتون بھی شامل ہوئیں۔ جماعت کی صدر لجنہ نے انہیں بتایا کہ سیمینار کے بعد نومبائع خاتون نے وقف جدید میں چارسو یورو کی بڑی رقم ادا کی۔ یہ اپنی فیملی میں اکیلی احمدی ہیں اور ان کو بڑی مخالفت کا بھی سامنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مخالفت بھی دور فرمائے۔

امیر صاحب کینیڈا لکھتے ہیں کہ ایک خادم نے humanity first میں سیرین refugees کے لئے بصیغہ راز کہ نام نہ بتایا جائے پچیس ہزار ڈالر کی مدد کر دی تھی۔ ان کو وقف جدید کے لئے کہا گیا۔ پہلے ہی صف اول میں شامل تھے یا ان میں شامل ہونے کی تحریک کی گئی تو انہوں نے ہچکچاہٹ کی اور صف دوم میں شامل ہونے کا وعدہ کیا۔ لیکن جب چندہ دینے کا وقت آیا تو انہوں نے کہا کہ چندہ مَیں صف اول کے لوگوں کے برابر دوں گا۔ اس میں شامل کر لیں۔

تنزانیہ کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک دوست چند سال پہلے عیسائی سے احمدی ہوئے تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ پچھلے سال رمضان میں اتفاقاً مارکیٹ میں آگ لگنے سے کئی دکانیں جل گئیں اور میری دکان کا سارا سامان بھی بالکل خاکستر ہو گیا۔ اسی دکان پر میرا انحصار تھا۔ کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ مارکیٹ والے دوستوں نے مشورہ دیا کہ بنک سے سود پر قرضہ لے کر کاروبار کا دوبارہ آغاز کروں جیسا کہ میرے دوسرے پڑوسی کر رہے تھے لیکن میں نے کہا کہ میرا اللہ میرے حالات اور میری ضروریات کو جانتا ہے۔ توکّل بھی دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح بڑھاتا ہے۔ پھر عیسائیت سے احمدیت قبول کی تو کس طرح ایمان میں بڑھے۔ کہتے ہیں مَیں ہرگز ایسا کام نہیں کروں گا جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔ سود نہیں لوں گا چاہے اس میں بظاہر فائدہ کیوں نہ ہو۔ کہتے ہیں کچھ مقامی جماعت کے دوستوں نے اور کچھ جماعت نے میری تھوڑی سی مدد کی۔ بغیر میرے کہے یہ مدد کرتے رہے اور دوبارہ میں نے کام شروع کر دیا اور کاروبار میں کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے برکت ڈالی کیونکہ میں نے ساتھ کاروبار شروع کرتے ہی اپنے چندے بھی بڑھا دیئے اور وعدے سے زیادہ ادائیگیاں کیں۔ کہتے ہیں ابھی میری دکان کو جلے چھ مہینے بھی نہیں ہوئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے رزق میں اتنی برکت ڈالی کہ جو نئی دکان بنائی تھی اس میں ایسا کاروبار ہوا کہ پہلے کبھی مجھے اتنی آمد چھ مہینے میں بھی نہیں ہوتی تھی جتنی جلدی جلدی اب ہونے لگی۔ میری بیوی بیمار تھی وہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب بہت بہتر ہے۔ کہتے ہیں یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کا پھل ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں پاک کمائی سے خرچ کرو تو برکت پڑتی ہے تو دیکھیں اللہ تعالیٰ نے ان کو کس طرح اس کا پھل دیا کہ انہوں نے کہا کہ میں غلط طریقے سے رقم نہیں لوں گا اور مدد لے لی، کچھ قرض لے لیا اور کاروبار شروع کیا اور اللہ تعالیٰ نے برکت ڈالی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پاک کمائی سے دی ہوئی ایک کھجور کی بھی جو گٹھلی ہے اللہ تعالیٰ اسے پہاڑ بنا دیتا ہے۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ ایک چھوٹا بچھڑا ہوتا ہے اور وہ بڑا جانور بن جاتا ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الزکاۃ باب الصدقۃ من کسب طیب حدیث 1410)۔ اسی طرح پاک کمائی سے کی گئی قربانی کو اللہ تعالیٰ بڑھاتا ہے۔ پس یہ نظارے اللہ تعالیٰ اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جماعت کے افراد کو دکھاتا ہے۔

اب میں جیسا کہ مَیں نے کہا تھا گزشتہ سال کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔ پاکستان کے بعد جو ممالک ہیں ان میں اس سال کُل ممالک میں دوسرے اور باہر کے ممالک میں پہلے نمبر پر برطانیہ ہے۔ یوکے پہلا نمبر۔ امریکہ دوسرے نمبر پہ۔ جرمنی تیسرے نمبر پہ۔ کینیڈا چوتھے پہ۔ ہندوستان پانچویں پہ۔ آسٹریلیا چھٹے پہ۔ انڈونیشیا اور اسی طرح ایک مڈل ایسٹ کی جماعت ساتویں پہ۔ اور مڈل ایسٹ کی ہی ایک اَور جماعت ہے وہ آٹھویں نمبر پہ ہے۔ بیلجیم نویں پہ اور گھانا دسویں پہ۔

مقامی کرنسی میں وصولی میں اضافے کے لحاظ سے گھانا نمبر ایک پر ہے۔ اس کے بعد امریکہ ہے۔ پھر برطانیہ ہے۔

بڑی جماعتوں میں فی کس ادائیگی کے لحاظ سے پہلے مڈل ایسٹ کی ایک جماعت ہے۔ پھر امریکہ ہے۔ پھر دوبارہ مڈل ایسٹ کی ایک جماعت ہے۔ پھر چوتھے نمبر پر سوئٹزرلینڈ۔ پھر پانچویں نمبر پہ برطانیہ۔ چھٹے پہ آسٹریلیا۔ ساتویں پہ بیلجیم۔ آٹھویں پہ جرمنی اور نویں پہ کینیڈا۔

جیسا کہ مَیں نے بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تک وقف جدید کے شاملین میں بارہ لاکھ سے اوپر تعداد شامل ہوئی۔ بارہ لاکھ پینتیس ہزار سے اوپر لوگ شامل ہوئے اور گزشتہ سال سے ایک لاکھ چھ ہزار کا اضافہ ہوا ہے۔ افریقہ کے علاوہ شاملین میں جو اضافہ ہوا ہے اس میں اضافے کے لحاظ سے انڈیا نمبر ایک پہ ہے۔ پھر کینیڈا، برطانیہ اور امریکہ نمایاں ہیں۔ لیکن سب سے زیادہ اضافہ افریقہ کے ممالک میں ہوا ہے اور افریقہ میں پہلے نمبر پر نائیجیریا ہے۔ پھر کیمرون ہے۔ پھر گنی کناکری ہے۔ پھر نائیجر ہے۔ پھر برکینا فاسو ہے۔ پھر مالی ہے۔ بینن ہے۔ تنزانیہ ہے اور یوگنڈا ہے۔

چندہ بالغان میں پاکستان کی پہلی تین جماعتوں میں اوّل لاہور ہے۔ دوسرے نمبر پہ ربوہ ہے۔ تیسرے پہ کراچی ہے۔ پاکستان میں اضلاع کی پوزیشن یہ ہے۔ پہلے نمبر پر فیصل آباد۔ پھر اسلام آباد۔ پھر سرگودھا۔ پھر گوجرانوالہ۔ پھر گجرات۔ ملتان۔ عمرکوٹ۔ نارووال۔ حیدرآباد اور بہاولپور۔

دفتر اطفال میں پاکستان کی تین بڑی جماعتوں میں اوّل لاہور۔ دوم کراچی۔ سوم ربوہ۔ اور اضلاع کی پوزیشن یہ ہے نمبر ایک پہ اسلام آباد۔ نمبر دو پہ فیصل آباد۔ نمبر تین گوجرانوالہ۔ نمبر چار گجرات۔ نمبر پانچ حیدرآباد۔ نمبر چھ ڈیرہ غازی خان۔ نمبر سات ملتان۔ نمبر آٹھ کوٹلی (آزاد کشمیر)۔ نمبر نو میرپورخاص اور نمبر دس پشاور۔

برطانیہ کی دس بڑی جماعتیں جو ہیں ان میں نمبر ایک پہ worcester park۔ پھر Raynes Park۔ پھر برمنگھم ویسٹ۔ پھر مسجد فضل۔ پھر ومبلڈن پارک۔ پھر Gillingham، پھر Cheam South، پھر نیو مالڈن۔ پھر بریڈفورڈساؤتھ اور گلاسگو۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے برطانیہ کے جو ریجنز ہیں وہ Midlands نمبر ایک پہ۔ پھر نارتھ ایسٹ۔ پھر لندن اے۔ پھر لندن بی اور پھر Middlesex ہیں۔

وصولی کے لحاظ سے امریکہ کی پہلی دس جماعتیں۔ سلیکون ویلی، Seattle، ڈیٹرائٹ، سنٹرل ورجینیا، لاس اینجلس ایسٹ، سلور سپرنگ، یارک/ہیرس برگ، بوسٹن، Houston North اور Dallas ہیں۔

وصولی کے لحاظ سے جرمنی کی پانچ لوکل امارتیں یہ ہیں۔ ہیمبرگ نمبر ایک پہ۔ پھر فرینکفرٹ، گروس گیراؤ، پھر ویزبادن، مورفلڈن والڈورف۔

اور مجموعی وصولی کے لحاظ سے جو دس جماعتیں ہیں وہ Roedermark، نوایس، فریڈبرگ، Florsheim، کوبلنز، Hanau، ہنوفر، نِیڈا، وائن گارٹن اور فُلڈا ہیں۔

کینیڈا کی تین جو امارتیں ہیں وہ نمبر ایک پہ کیلگری۔ نمبر دو پہ وان۔ نمبر تین پہ وینکوور ہیں۔

پانچ بڑی جماعتیں۔ ملٹن جارج ٹاؤن نمبر ایک پہ۔ پھر ڈرہم۔ پھر ایڈمنٹن ویسٹ۔ پھر سسکاٹون نارتھ اور پھر آٹوا ویسٹ ہیں۔

اطفال میں کینیڈا کی پانچ نمایاں جماعتیں۔ ڈرہم نمبر ایک پہ۔ پھر کیلگری نارتھ ویسٹ۔ ملٹن جارج ٹاؤن۔ پھر پِیس ولیج ایسٹ۔ وُڈبرج ہیں۔

مَیں کئی مرتبہ پہلے بھی توجہ دلا چکا ہوں کہ دفتر اطفال میں جس طرح کینیڈا میں آرگنائز ہو کر کام ہو رہا ہے باقی دنیا کے جو بڑے ممالک ہیں ان کو بھی اس طرف توجہ دینی چاہئے اور کام کرنا چاہئے۔ اس بارے میں یہ بھی بتا دوں کہ دفتر اطفال صرف وقف جدید میں ہوتا ہے، تحریک جدید میں نہیں ہوتا۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے بھارت کے صوبہ جات میں کیرالہ نمبر ایک۔ تامل ناڈو نمبر دو۔ جموں و کشمیر۔ تیلنگانا۔ پھر کرناٹکا۔ پھر ویسٹ بنگال۔ پھر اُڑیشہ۔ پھر پنجاب۔ پھر اتر پردیش۔ پھر دہلی۔ پھر مہاراشٹرا ہیں۔ اور وصولی کے لحاظ سے جو جماعتیں ہیں نمبر ایک پے کارولائی۔ کالیکٹ۔ پھر حیدرآباد۔ پھر پاٹھا پریام۔ پھر قادیان۔ پھر کانُورٹاؤن۔ پھر کلکتہ۔ پھر سُولُور۔ پھر بینگلور، پینگاڈی اور رِشی نگر۔

آسٹریلیا کی دس جماعتیں ملبرن ساؤتھ، کاسل ہِل، ماؤنٹ ڈروئیٹ، پیٖنرِتھ، ایڈیلیڈ ساؤتھ، پلمپٹن، برزبن ساؤتھ، برزبن لوگان، مارزڈن پارک اور بلیک ٹاؤن ہیں۔

جیسا کہ مَیں نے کہا آسٹریلیا میں کسی نے مجھ سے سوال پوچھا تھا کہ وقف جدید میں اطفال کا دفتر ہے۔ تحریک جدید میں بھی ہے؟ تو واضح ہو کہ تحریک جدید میں کوئی نہیں۔ اطفال سے جو چندہ وصول کیا جاتا ہے اور خاص طور پہ زور دیا جاتا ہے وہ وقف جدید کے لئے ہے اور اس کے لئے علیحدہ دفتر ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام قربانی کرنے والوں کے اموال اور نفوس میں بے انتہا برکت ڈالے اور اس سال میں اللہ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر جہاں قربانی کی توفیق دے وہاں تعداد میں بھی اضافہ فرمائے۔

اب مَیں نمازوں کے بعد دو جنازے غائب پڑھاؤں گا۔ پہلا جنازہ مکرم محمد اسلم شاد منگلا صاحب کا ہے جو 31/دسمبر 2015ء کو رات دس بج کر چالیس منٹ پر تقریباً 71 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ دل کی تکلیف تو ان کو تھی۔ چیک اَپ کے لئے ہسپتال گئے تھے۔ وہیں ان کو ڈاکٹر نے جو دیکھا تو انہوں نے کہا کہ حالت ٹھیک نہیں ہے اور ان کو داخل کر لیا۔ پھر ان کو ہارٹ اٹیک ہوا۔ پھر وینٹی لیٹر (Ventilator) پر شفٹ کیا گیا۔ پھر دوبارہ ان کو اس دوران میں ہی ہسپتال میں فالج کا بھی حملہ ہوا اور ہارٹ اٹیک بھی ہوا۔ پھر گردوں کی تکلیف بھی شروع ہو گئی اور ڈائلیسز (Dialysis) کیا جاتا رہا۔ بہرحال جب تیسری بار ان کو وہیں ہسپتال میں ہارٹ اٹیک ہوا تو پھر باوجود شاک (Shock) دینے کے ریکوری (Recovery) مشکل تھی۔ آخر اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ان کے والد کا نام حاجی صالح محمد منگلا تھا۔ ان کا تعلق 171-168 چک منگلا سرگودھا سے ہے۔ والدہ کا نام صاحب بی بی تھا اور 1955ء میں آپ کے والد حاجی محمد صالح صاحب کی سربراہی میں چک منگلا کے 80 افراد نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مصلح موعودؓ کے ہاتھ پر ربوہ آ کر بیعت کی تھی اور اس کا ذکر بھی حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا ہے کہ ایک جماعت ملی تھی۔ ان میں بچوں میں مکرم محمد اسلم صاحب شاد منگلا بھی شامل تھے۔ ان کی عمر اس وقت صرف دس سال تھی۔ انہوں نے پرائمری تک تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی۔ پھر ربوہ سکول میں داخل کرنے کے لئے ان کے والد لے کے آئے۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں

چھٹی کلاس میں داخلہ مل گیا۔ ان کے والد نے ان کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد جو اس وقت کالج کے پرنسپل تھے ان کے حوالے کرتے ہوئے کہا کہ مَیں ایک چڑیا آپ کے سپرد کر رہا ہوں اسے باز بنا دیں۔ چنانچہ حضرت خلیفہ ثالثؒ نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ انشاء اللہ باز بنے گا اور اللہ تعالیٰ نے بعد میں ماشاء اللہ ان کو کافی خدمت کی توفیق دی۔ 61ء میں انہوں نے میٹرک پاس کیا۔ پھر تعلیم الاسلام کالج سے بی اے کیا۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔اے عربی کیا اور وہاں بھی پوزیشن لی۔ پھر 1966ء میں ایم۔اے عربی مکمل کرنے کے بعد 1980ء تک یہ 14 سال بطور لیکچرر تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں خدمت بجا لاتے رہے۔ سکول کالج 1973ء میں شاید 75-74ء میں قومیائے گئے تھے۔ بہرحال 1980ء میں حکومت کی طرف سے احمدی اساتذہ کے مختلف مقامات پر تبادلوں کی وجہ سے آپ نے وہاں سے استعفیٰ دے دیا کیونکہ آپ خدمت کرنا چاہتے تھے اس لئے مطمئن نہ ہوئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش ہوئے اور وقف کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ حضور رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میرے دفتر میں آ جائیں۔ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں ان کو رکھ لیا اور تین ماہ کے بعد آپ کو اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری بنا دیا۔ 1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آپ کو پرائیویٹ سیکرٹری مقرر کیا اور تا وقت وفات آپ ربوہ میں پرائیویٹ سیکرٹری کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ جب خلیفۃ المسیح الرابعؒ لندن آئے ہیں تو اس وقت آپ کو تقریباً ایک سال یہاں لندن میں بھی پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ 1982ء سے وفات تک سیکرٹری مجلس شوریٰ پاکستان کے طور پر ان کو خدمت کی توفیق ملی۔ 68ء سے 83ء تک مجلس خدام الاحمدیہ میں مختلف عہدوں پر کام کیا۔ 86ء سے 2015ء تک انصار اللہ میں مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی اور اِس وقت نائب صدر تھے۔ آپ کی اہلیہ اور چھ بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی صبر دے اور ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق دے۔ ان کے ایک بیٹے محمد نیّر منگلا مربی سلسلہ ربوہ میں ریسرچ سیل میں ہیں۔ دوسرے عتیق منگلا واقفِ نَو ہیں اور میڈیکل لیب (Lab) ٹیکنیشن ہیں۔

ان کے داماد کہتے ہیں کہ آپ بہت سی خوبیوں کے مالک تھے اور ہر قسم کی پریشانی کا بڑی ہمت کے ساتھ خود ہی مقابلہ کرنے والے تھے اور کبھی بھی آپ کی زبان سے کسی بھی دکھ یا تکلیف کا اظہار میں نے نہیں سنا۔ ساری زندگی خدمت دین کے لئے وقف تھی۔ صبح شام دن رات تمام وقت جماعت کے کاموں میں مصروف رہتے تھے اور حقیقت میں انہوں نے وقف کا حق ادا کیا۔ یہ مَیں نے خود بھی ان کو دیکھا ہے۔

ان کے بیٹے نیّر احمد کہتے ہیں کہ تہجد کے لئے خود بھی بیدار ہوتے اور گھر والوں کو بھی اس کی تلقین کرتے اور بڑے سوز و گداز سے دعائیں کرنے والے تھے۔ باجماعت نمازوں پر جاتے ہوئے بچوں کو ساتھ لے کر جاتے۔

ان کی بیٹی عابدہ کہتی ہیں کہ خدا پر بہت توکّل تھا۔ بہت باہمت اور بلند حوصلہ کے مالک تھے۔ کوئی بھی مشکل ہوتی کبھی بھی چہرے اور زبان سے ظاہر نہ کرتے بلکہ خدا کے حضور روتے اور گڑگڑاتے اور خلیفۂ وقت کی خدمت میں دعا کے لئے تحریر فرماتے اور خواہ کوئی بڑی بات ہو یا معمولی بات ہمیشہ خلیفۂ وقت سے مشورہ لیتے۔ غریب رشتہ داروں کا بہت خیال رکھتے۔ بہو کہتی ہیں کہ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ بڑے دھیمے مزاج کے، بہت مہمان نواز، ملنسار تھے۔ کبھی دفتر کی بات گھر میں آ کر نہیں کی بلکہ باہر سے اگر ہمیں کوئی بات پتا لگ جاتی تو کہتے اچھا تم نے یہ سنی ہے تو مجھے بھی بتا دو اور انہوں نے کوئی ایسا معاملہ جو دفتری ہو گھر آ کے کبھی ڈِسکس (Discuss) نہیں کیا۔

ان کی بہو اسلم بھروانہ صاحب شہید کی بیٹی ہیں۔ کہتی ہیں میرے والد کی شہادت کے بعد تو اور بھی زیادہ میرا خیال رکھا اور بہوؤں کو ہمیشہ ایک مقام دیا۔ گھر میں کوئی مسئلہ ہوتا تو بہوؤں کی رائے بھی لی جاتی۔ اصل میں گھروں کو جنت نظیر بنانے کا یہ صحیح طریقہ ہے۔

ان کے بھتیجے کہتے ہیں کہ ہمیشہ جماعت اور خلافت کے لئے ان کا ہر لمحہ قربان ہوتے دیکھا اور خلافت سے بڑا پیار کا تعلق تھا۔

ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب لکھتے ہیں کہ آٹھ سال سے مکرم منگلا صاحب کی بعض خوبیوں کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ ان خوبیوں میں سے نمایاں پہلو جو نظر آئے ہیں وہ یہ ہیں کہ میں نے انہیں منکسر المزاج، نہایت اعلیٰ اخلاق کے مالک، ہمدرد، ملنسار، غرور اور نفرت سے پاک بہت عاجز انسان پایا۔ آپ شوگر بلڈ پریشر اور دل کی بیماری کے باوجود پنجوقتہ نمازوں کو التزام کے ساتھ مسجد میں جا کر ادا کیا کرتے تھے۔ خلافت سے انتہائی مخلص اور باوفا خدمتگار تھے۔

بشیر احمد صاحب کارکن دفتر پی ایس کہتے ہیں کہ مجھے ان کے ساتھ 22 سال کام کرنے کا موقع ملا اور ہمیشہ مجھ سے پیار اور محبت سے تعاون کیا اور ہمیشہ رہنمائی فرماتے رہے۔

پھر دفتر پی ایس کے ہی کارکن وسیم صاحب ہیں۔ کہتے ہیں کہ خاکسار کا کوارٹر منگلا صاحب کے ساتھ ہی تھا۔ ایک دفعہ خاکسار کی والدہ بیمار ہو گئیں تو بار بار خاکسار سے ان کی صحت کے حوالے سے دریافت کرتے رہے۔

مرزا داؤد صاحب بھی کارکن پی ایس ہیں۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ 24 سال منگلا صاحب کے ساتھ کام کیا اور ہمیشہ انہوں نے بڑا اعتماد دیا اور کام کی نگرانی کی اور کام کی رہنمائی کی اور کبھی کوئی ناراض بھی ہو جاتا تو پہلے بلا کر دلجوئی کرتے۔

خالد عمران حفاظت خاص کے کارکن ہیں۔ کہتے ہیں کہ بیشمار خوبیوں کے مالک تھے لیکن درگزر کرنے والی صفت ان میں بہت نمایاں تھی۔ کسی کارکن سے خواہ کتنے ہی ناراض ہوں لیکن اس کی معذرت پر فوراً معاف کر دیتے تھے اور دل صاف کر لیتے تھے۔

ہمارے یہاں پرائیویٹ سیکرٹری میں کارکن سلیم ظفر صاحب ہیں وہ بھی کہتے ہیں منگلا صاحب سے بڑا پرانا تعلق ہے اور کوئی ایسی بات مجھے یاد نہیں پڑتی کہ کبھی کسی سے اَن بن ہوئی ہو یا مستقل ناراضگی ہوئی ہو۔ ہمیشہ مسکراتے رہتے۔

عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد لندن کہتے ہیں کہ میرا آپ سے بڑا لمبا تعلق تھا۔ خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں مختلف حیثیتوں میں اکٹھا کام کیا۔ پھر بعد میں بھی رابطہ رہا۔ ان کی خلافت سے محبت اور عقیدت اور احساس ذمہ داری کا وصف بہت نمایاں تھا۔ کہتے ہیں جن دنوں لقاء مع العرب اور سوال و جواب کے دیگر پروگرام ریکارڈ ہوتے تھے کئی دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ان سے مختلف معلومات کے سلسلے میں رابطہ کرنے کا موقع ملتا تھا اور فوری طور پہ بڑی مستعدی سے مطلوبہ معلومات بھجوا دیتے جو مَیں پیش کر دیا کرتا تھا۔

ملک نسیم صاحب کہتے ہیں کہ یہ مہتمم مقامی تھے اور مَیں ربوہ میں خدمت خلق کا ناظم تھا۔ ایک دفعہ ایک ایکسیڈنٹ ہو گیا۔ رات ساڑھے بارہ بجے یہ سائیکل پر میرے گھر آئے اور انہوں نے کہا کہ ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ فیصل آباد میں مریض ہیں۔ فوری خدّام کو لے کر جائیں۔ میں نے کار کا انتظام کر دیا ہے۔ بعض لوگوں کو خون کی ضرورت ہے ان کے لئے خون کا انتظام کریں۔ کہتے ہیں سردی تھی مَیں نے کہا منگلا صاحب چائے پی کر جائیں۔ انہوں نے کہا چائے کا وقت نہیں ہے۔ لوگ اس وقت مر رہے ہیں آپ فوری وہاں پہنچیں۔ اور اس وقت ان کو شدید فلو اور بخار بھی تھا اس کے باوجود احساس ذمہ واری یہ تھا کہ سائیکل پر خود ناظم خدمت خلق کے گھر پہنچے اور ان کو ٹیم تیار کر کے بھجوایا۔

جن صفات کا لوگوں نے ذکر کیا ہے بچوں نے بھی، غیروں نے بھی اس میں ذرا بھر بھی مبالغہ نہیں ہے۔ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں میرے خیال میں ان کے اوصاف اس سے بہت زیادہ تھے۔ میرا ان سے لمبا عرصہ تعلق رہا۔ شروع شروع میں جب یہ کالج میں آئے ہیں تو چند دن شاید مَیں ان سے کالج میں پڑھا بھی۔ پھر خدام الاحمدیہ میں بھی، انصار اللہ میں بھی ان کے ساتھ کام کیا۔ پھر جب مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ناظر اعلیٰ بنایا تو اس وقت بھی براہ راست ان سے بہت زیادہ واسطہ رہا۔ مَیں نے ہمیشہ ان کو انتہائی اطاعت گزار دیکھا اور کام کرنے میں بڑا مستعد دیکھا ہے اور بڑی ذمہ داری سے کام کرتے تھے۔ پھر خلافت کے بعد بھی جب بھی ان کو کوئی کام دیا انہوں نے کیا۔ عاجزی انکساری ایسی تھی کہ کئی دفعہ مَیں نے ان کو جلسے پہ یہاں بلایا جب بھی آتے تھے تو عام کارکنوں کے ساتھ بیٹھ کے دفتر میں کام کیا کرتے تھے۔ کبھی یہ نہیں کہا کہ میں وہاں پرائیویٹ سیکرٹری ہوں تو یہاں مجھے علیحدہ میز کرسی ملے۔ عام کارکنوں کے ساتھ بیٹھتے تھے اور معمولی معمولی کام بھی یہاں کر رہے ہوتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور رحمت اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔

دوسرا جنازہ احمد شیر جوئیہ صاحب کا ہے جو حکیم صالح محمد جوئیہ صاحب کے بیٹے تھے۔ بیلجیم میں رہتے تھے۔ 67 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ سوشل ورکر کے طور پر وہاں کام کرتے تھے۔ نمازوں کے پابند، شفیق، غریب پرور، نیک اور مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ ایک بیٹے اُسامہ جوئیہ جامعہ احمدیہ یوکے سے پڑھ کے اب آجکل مایوٹی (Mayotte) کے جزیرے میں مبلغ سلسلہ کی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ یہ والد کے جنازے میں شامل نہیں ہو سکے کیونکہ میدان عمل میں تھے۔ ڈاکٹر نے احمد شیر جوئیہ صاحب کو کینسر کی وجہ سے لاعلاج قرار دے دیا تھا اور کہا تھا کہ بس چند دن ان کی زندگی کے ہیں۔ عزیزم اُسامہ جوئیہ جو مبلغ سلسلہ ہیں ان دنوں میں وہ یہاں آئے ہوئے تھے اور والد کی بیماری کی وجہ سے پریشان بھی تھے۔ لیکن باپ نے بیٹے کو کہا کہ تمہارا کام میدان عمل میں رہنا ہے۔ تم میری بیماری کی فکر نہ کرو اور جاؤ اور جو کام جماعت کی طرف سے تمہارے سپرد کیا گیا ہے، خلیفہ وقت کی طرف سے جو کام سپرد کیا گیا ہے اس کو سرانجام دو۔ چنانچہ انہوں نے زبردستی بھیجا اور بیٹے کے جانے کے چند دن بعد ہی ان کی وفات ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے۔ عزیزم اُسامہ جوئیہ جو خدمت دین کے کام میں مصروف ہے اللہ تعالیٰ اسے بھی صبر عطا فرمائے اور پہلے سے بڑھ کر خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے اور ماں باپ کی نیک خواہشات کو پورا کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں سے جتنے بھی واقفین نکل رہے ہیں، مبلغین مربیان بڑا کام کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ عاجزی اور کام کرنے کی صلاحیتیں اور ہمت ان میں ہمیشہ قائم رہے۔

کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

نوید احمد منگلا مربی سلسلہ

’اللہ کے نام پر دے جا بابا، اللہ کے نام پر دے دے، تجھے اللہ نبی کا واسطہ‘۔ یہ وہ تمام آوازیں ہیں جو پاکستان، انڈیا وغیرہ کئی ممالک میں ہم روزانہ ٹریفک سگنلز اور اسی طرح کی دوسری پُر ہجوم جگہوں پر سنتے ہیں اور پھر یہ مانگنے والے ایسے ضدی ہوتے ہیں کہ لے کر ہی چھوڑتے ہیں اور دینے والے بھی خدا کے خوف کے باعث انہیں دے کر اپنی جان چھڑاتے ہیں ۔ ان مانگنے والوں میں اکثریت ان لوگوں کی ہوتی ہے جو حقیقتاً ضرورتمند نہیں ہوتے ۔ وہ مانگتے صرف اس لئے ہیں تا کہ اپنی نشہ کی ضروریات پوری کر سکیں یا ایسی ہی اپنی مجرمانہ سرگرمیوں کو جاری رکھ سکیں ۔ آج میں نے اسی موضوع کے متعلق قلم اٹھایا ہے تا کہ اس حقیقت سے آگاہ کر سکوں کہ کیا بندوں سے مانگنا جائز ہے؟ اور اگر مانگنا جائز ہے تو کس کے لئے؟ اور سوال سے بچنا کتنی بڑی نیکی ہے۔

قرآن کریم اور ہمارے پیارے ہادی و راہنما حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فداہ نفسی وروحی نے جو ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہیں اس بارہ میں بھی بڑے واضح ارشادات فرمائے ہیں اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی مذمت فرمائی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی ہمیں یہ سبق دیا کہ مانگو تو صرف اللہ سے سوال کرو تو صرف اپنے داتا سے جو سوال نہ کرنے والوں کو بھی عطا کرتا ہے۔ جو رازق ہے اور جس نے یہ اعلان کر رکھا ہے کہ جب بندہ میرے سامنے اپنے دونوں ہاتھ پھیلاتا ہے تو میں اسے خالی ہاتھ لوٹانے سے شرماتا ہوں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَامِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّاعَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا کہ زمین پر کوئی جاندار نہیں مگر اس کا رزق اللہ کے ذمہ ہے۔ (ھود آیت نمبر 6)

اسی طرح فقراء کی تعریف کرتے ہوئے قرآن کریم فرماتا ہے: خرچ کرو فقیروں کے لئے وہ جو روکے گئے راہ میں اللہ کی نہیں طاقت رکھتے زمین میں سفر کی گمان کرتا ہے ناواقف انہیں دولت مند بسبب سوال نہ کرنے کے تو پہچانتا ہے انہیں بذریعہ ان کے نشان کے نہیں مانگتے وہ لوگوں سے پیچھے پڑ کر اور جو خرچ کرو گے تم کوئی مال تو یقیناً اللہ اسے خوب جاننے والا ہے۔ (البقرہ آیت نمبر 273)

قرآن کے مطابق گویا حقیقی فقیر وہ ہوا جو باوجود تنگ دستی کے لوگوں سے سوال نہ کرے اور صرف اللہ سے سوال کرے۔

جب ایک سوالی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنے آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک چادر اور ایک برتن جو اس کا کُل اثاثہ تھا بیچنے کا ارشاد فرمایا اور پھر اس رقم سے کلہاڑی خریدنے کا حکم دیا۔ دستہ اپنے ہاتھ سے اس میں ڈالا اور فرمایا کہ جاؤ اور جنگل سے لکڑیاں کاٹو اور انہیں بازار میں بیچ کر اپنا گزر چلاؤ۔ اور چند دنوں میں اس کے حالات بدل گئے اور وہ خوشحال ہو گیا۔ سبق یہ دیا کہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھاؤ۔ کسی کے آگے ہاتھ مت پھیلاؤ۔ اسی طرح فرمایا: اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ کہ ہاتھ سے کمانے والا اللہ کا دوست ہوتا ہے اللہ بھی اسے پسند کرتا ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس شخص نے دلی اطمینان اور جسمانی صحت کے ساتھ صبح کی اور اس کے پاس ایک دن کی خوراک ہے اس نے گویا ساری دنیا جیت لی اور اس کی ساری نعمتیں اسے مل گئیں۔

(ترمذی کتاب الزھد)

اسی طرح فرمایا دولت مند وہ نہیں جو زیادہ مال والا ہے بلکہ دولت مند وہ ہے جو دل کا غنی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کچھ عطا فرماتے تو میں عرض کرتا حضور یہ کسی ایسے شخص کو عطا فرمائیں جو مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جو مال حرص، طمع، آرزو کے بغیر تجھے ملے وہ لے لینا چاہئے اس کا انکار نہیں کرنا چاہئے۔ یہ لے لو اور محفوظ رکھو۔ پھر چاہو تو استعمال میں لاؤ اور چاہو تو صدقہ کر دو۔ جو تجھ کو نہیں ملتا اس کے پیچھے مت بھاگو اور جو ملتا ہے اس کے لینے سے بلا وجہ انکار مت کرو۔

سالم کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرؓ کسی سے کوئی چیز نہیں مانگتے تھے اور جو چیز انہیں دی جاتی وہ لینے سے انکار نہیں کرتے تھے۔ (بخاری کتاب الزکوٰۃ)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر فرما دیا کہ جو تجھ کو نہیں ملتا اس کے پیچھے مت بھاگو مگر یہاں ان پیشہ ور گداگروں کا حال تو اس کے بالکل برعکس ہے۔ وہ لوگوں کی جیبوں سے ان کے نہ چاہنے کے باوجود انہیں تنگ کر کے پیسے نکلواتے ہیں اور پھر مانگتے اس اللہ اور رسول کے نام پر ہیں جس نے اس بات سے سختی سے منع کیا ہے۔

حضرت سہلؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھے کوئی ایسا کام بتائیے کہ جب میں اسے کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرنے لگے اور باقی لوگ بھی مجھے چاہنے لگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا سے بے رغبت ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرنے لگے گا۔ جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس کی خواہش چھوڑ دو لوگ تجھ سے محبت کرنے لگ جائیں گے۔ (ابن ماجہ باب الزھد فی الدنیا)

یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر فرما دیا کہ جو لوگوں کے پاس ہے اس کی خواہش چھوڑ دو لوگ تجھ سے محبت کرنے لگیں گے۔ اس میں یہ مضمون بھی بیان فرما دیا کہ اگر اس کی خواہش کرو گے اور لوگوں سے مانگو گے تو تحقیر کا باعث بنو گے اور لوگ تجھ سے نفرت کریں گے۔

آج ہم یہ بات روزمرہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ وہ لوگ جو لوگوں کے پیچھے مانگنے کے لئے دوڑتے ہیں اور وہ بھکاری عورتیں جو چمٹ چمٹ کر مانگتی تھکتی نہیں، لوگ انہیں ناپسند کرتے ہیں اور عملاً چاہتے ہیں کہ یہ کسی طرح ہم سے دُور ہو جائیں اور ہم ان سے بچ جائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو قناعت پر زور دیا اور فرمایا قناعت ایک نہ ختم ہونے والا خزانہ ہے۔

حضرت ابوامامہ باھلیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا مجھ سے کون عہد باندھتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ثوبان نے عرض کیا: حضور مَیں عہد باندھنے کے لئے تیار ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا تو عہد کرو کہ تم کبھی کسی سے کچھ نہیں مانگو گے۔ اس پر ثوبان نے عرض کیا: حضور! اس عہد کا اجر کیا ہوگا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بدلے میں جنت ملے گی۔ اس پر ثوبان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عہد پر عمل کرنے کا اقرار کیا۔

ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے ثوبان کو مکہ میں دیکھا کہ بھیڑ کے باوجود سواری کی حالت میں اگر آپ کے ہاتھ سے چابک گر جاتا تو خود اتر کر زمین پر سے اٹھاتے اور اگر کوئی شخص خود ہی انہیں چابک پکڑانا چاہتا تو نہ لیتے بلکہ خود اتر کر اٹھاتے۔ (الترغیب والترھیب صفحہ 100)

پس یہ ہیں وہ پاکیزہ نمونے جو ہمارے سامنے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے موجود ہیں کہ کبھی کسی سے سوال نہ کرتے بلکہ مانگتے تو صرف اللہ سے۔ پس کیوں نہ اس سے مانگا جائے، اس کے سامنے ہاتھ پھیلائے جائیں اور اس سے ہی سوال کیا جائے۔ اور ہر آن اس کی مدد اور نصرت چاہی جائے۔

پھر ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی کے لئے مانگنا جائز بھی ہے کہ نہیں؟ اس سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح ارشادات موجود ہیں۔

حضرت قبیصہؓ بن مخارق بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کے قرض کی ذمہ داری اٹھائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کے بارہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد کی درخواست کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ کا مال آنے تک ٹھہرو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے قبیصہ! تین آدمیوں کے سوا کسی کے لئے مانگنا جائز نہیں۔ ایک وہ شخص جس نے کسی مصیبت زدہ کی ذمہ داری اٹھائی ہے اسے مانگنے کی اجازت ہے تا کہ وہ اس ذمہ داری کو پورا کر سکے۔ دوسرے وہ کہ جس پر کوئی مصیبت آن پڑے جس نے اس کے مال کو تباہ و برباد کر دیا ہو اس کے لئے بھی سوال کرنا جائز ہے تا کہ بقدر کفایت اپنا گزارہ چلا سکے۔ تیسرے وہ شخص جس پر فاقہ کی نوبت آ گئی ہو اور محلے کے تین سمجھدار اور معتبر آدمی اس بات کی تصدیق کریں کہ وہ بھوکوں مر رہا ہے اس کے لئے بھی مانگنا جائز ہے تا کہ وہ گزر اوقات کر سکے۔ ایسے ضرورتمندوں کے علاوہ کسی کا مانگنا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لینا ہے۔

(مسلم کتاب الزکوٰۃ من تحل لَهُ الْمَسْئلَة)

پس تمام وہ لوگ جو پیشہ ور گداگر ہیں اور لوگوں سے لپٹ لپٹ کر محض نشہ کے لئے یا ایسی ہی دوسری مجرمانہ سرگرمیوں کے لئے مانگتے ہیں انہیں اللہ کے خوف اور اس کی ناراضگی سے ڈرنا چاہئے۔ اسی طرح لوگوں کو بھی چاہیے کہ انہیں نہ دیں۔ بلکہ جماعت میں جو ایک باقاعدہ نظام اس سلسلہ میں موجود ہے وہاں اپنی رقوم جمع کروائیں تا کہ حقیقی مستحقین اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس پورے مضمون کو ایک ہی شعر میں بہت ہی خوبصورتی سے پرو دیا ہے۔ فرمایا

مَیں تجھ سے نہ مانگوں تو نہ مانگوں گا کسی سے
مَیں تیرا ہوں تُو میرا خدا میرا خدا ہے

آخر پر حضرت مسیح موعودؑ کا ایک شعر پیش ہے:

حاجتیں پوری کریں گے کیا تیری عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت روا کے سامنے

بقیہ: مختصر عالمی جماعتی خبریں از صفحہ نمبر 16

﴿فرنچ گیانا﴾

فرنچ گیانا کی ایک بین المذاہب تنظیم Alliance Religions کے زیر اہتمام سیمینار کا انعقاد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ فرنچ گیانا کے مبلغین کو اسلام کی نمائندگی میں متعدد پروگراموں میں شرکت کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ فرنچ گیانا میں ایک بین المذاہب تنظیم Alliance Religions قائم ہے جو کیتھولک چرچ کے بشپ کی کوشش سے وجود میں آئی۔

30/اکتوبر 2015ء کو بمقام Cayenne کیتھولک عیسائیوں کے سب سے بڑے چرچ میں ایک سیمینار منعقد کیا گیا جس کا عنوان ”بُرائی کا جواب نیکی سے دو“ تھا۔ سیمینار میں مختلف مذاہب کے نمائندے شامل ہوئے۔ مکرم صدیق احمد منور صاحب مبلغ انچارج فرنچ گیانا کی مرسلہ رپورٹ کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام کی نمائندگی جماعت احمدیہ فرنچ گیانا کے مبلغین نے کی۔ مکرم صدیق احمد منور صاحب مبلغ انچارج فرنچ گیانا نے تلاوت قرآن کریم مع فرنچ ترجمہ کی۔ بعد ازاں مکرم محمد بشارت صاحب مبلغ سلسلہ نے اپنی تقریر کا آغاز سورۃ حٰم السجدہ کی آیات 34 و 35 سے کیا۔

بعد ازاں احادیث نبوی اور اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات سے حاضرین کو بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دستور تھا کہ آپ بُرائی کا جواب نیکی سے دیتے تھے۔ اس موقع پر مسلمانوں کی ایک تنظیم کے صدر Keita Lasana صاحب بھی موجود تھے۔ پروگرام کے آخر پر صدر مجلس نے انجیل سے بعض دعائیں پڑھ کر سنائیں اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ اسلام کی نمائندگی میں بھی بعض دعائیں پڑھی جائیں۔ چنانچہ مکرم محمد بشارت صاحب نے سورۃ البقرۃ کی آخری دعائیہ آیات پڑھ کر سنائیں اور حاضرین نے ساتھ ساتھ آمین کے الفاظ دہرائے۔

اس پروگرام کی کوریج ایک پرائیویٹ ٹی وی چینل ATV نے مختصر طور پر کی۔ مکرم محمد بشارت صاحب مبلغ سلسلہ نے اس چینل کے نمائندہ سے بات کرتے ہوئے کہا کہ امن کی فضا پیدا کرنے کے لئے یہ سیمینار بہت اہم ہے۔ سیمینار کی خبر اگلے روز TV پر نشر ہوئی اور فرنچ گیانا کے واحد اخبار France Guyane میں بھی نمائندگان کے اسماء کے ساتھ شائع ہوئی۔

....

آنحضور ﷺ بحیثیت عبد کامل

(ظہیر احمد طاہر ۔ جرمنی)

اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور منشاء سے اس عالم رنگ و بو کے سب سے حسین پیکر، خوبی و رعنائی میں یکتا، اخلاق و اطوار میں بے مثال، وجہ تخلیقِ کائنات ہمارے آقا و مولا حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے مقصد کائنات اپنی معراج کو پہنچا۔آپ کی تشریف آوری سے انسانی زندگی میں رونق اور بہار آگئی اور پیدائشِ انسانی کی حقیقتیں واضح اور روشن ہوگئیں۔ابرِ الٰہی سے مصفا آسمانی پانی کا نزول ہوا تو روحوں کی کثافتیں اور گناہوں کی آلودگیاں ایک دم میں کافور ہوگئیں۔آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ اور اعلیٰ اخلاق سے دلوں کے زنگ دور ہونے پر عقلیں روشن اور منور ہوگئیں۔طبیعتوں کی کج روی دور ہوئی تو اُس کی جگہ اخوت و محبت اور ہمدری و بھائی چارے نے لے لی اور یوں دنیا میں ایک ایسا حسین معاشرہ وجود میں آگیا جو اس سے پہلے نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا تھا۔یہ اُس نور مجسم کے وجودِ باجود کی برکت تھی جسے اللہ تعالیٰ نے سب اشیاء سے پہلے اپنے نور سے تخلیق کیا اور تمام مخلوقات سے ممتاز کردیا۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک موقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ خوشخبری سنائی کہ:

اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تمہارے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا۔

(شرح المواھب اللدنیہ جلد1 صفحہ 27 دارالمعرفہ بیروت 1993ء)

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے نور کا مظہر اور ہدایت کے رستوں کا خورشید ہیں جن سے معرفت اور علوم کے چشمے پھوٹتے اور پیاسی روحیں سیراب ہوتی ہیں۔آپؐ ایسے عالی سردار ہیں جس کی تعریف سے زمین و آسمان قاصر ہیں۔آپؐ بے نظیر کمالات کے جامع اور جود و سخا کے بحرِ بے کنار ہیں۔آپ کا وجود چودھویں کے چاند کی طرح روشن اور آپؐ کی سیرت کا ہر ایک پہلو مثلِ خورشید ہے۔آپؐ خدا کے ایسے برگزیدہ اور چنیدہ انسان ہیں جن کے فیوض و برکات کا چشمہ ہمیشہ کے لئے جاری ہے۔آپؐ ایسی پناہ گاہ ہیں جس میں اپنے پرائے سب مامون و محفوظ ہیں جو بھی اس میں داخل ہوا وہ ہر ایک خطرے سے محفوظ ہوگیا۔آپؐ بے پایاں احسانات کا مجموعہ اور ان گنت نوازشوں کا عظیم سمندر ہیں گویا آپؐ ہر ایک وصف میں یکتا اور بے مثل ہیں۔آپؐ خدائے عزوجل کے جمال کا پرتو اور تمام صفات حسنہ کا مجموعہ ہیں۔

تخلیق انسانی کے جوہر کامل دنیا میں تشریف لائے تو آپؐ نے عبادت الٰہی اور اپنے خالق و مالک کی شکرگزاری کے ایسے اعلیٰ نمونے قائم فرمائے کہ رہتی دنیا تک آپ کے ماننے والے ان نمونوں پر چلتے ہوئے اپنی نجات کے سامان پیدا کریں گے۔عرش الٰہی کے مالک نے آپ کو حکم دیا کہ: فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ (الم نشرح:8) ’’پس جب تُو فارغ ہو جائے تو کمرِ ہمت کس لے۔‘‘

پھر عرش عظیم کا مالک ربّ کریم اپنے عبد کامل کے بارہ میں گواہی دیتا ہے کہ: كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ (الذّاریات:18) ’’تھوڑا تھا جو وہ رات کو سویا کرتے تھے۔‘‘

اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَ ثُلُثَهٗ (المزمل:21) ’’یقیناً تیرا ربّ جانتا ہے کہ تُو دو تہائی رات کے قریب یا اس کا نصف یا اس کا تیسرا حصہ کھڑا رہتا ہے۔‘‘

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے:

ہر رگ و تارِ وجودش خانۂ یارِ ازل
ہر دم و ہر ذرّہ اش پُر از جمالِ دوستدار
حسنِ روئے اوبہ از صد آفتاب و ماہتاب
خاکِ کوئے اُوبہ از صد نافۂ مشکِ تتار
ہست اُو از عقل وفکر وفہم مردُم دور تر
کَےْ مجالِ فکر تا آن بحرِ ناپیداکنار

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد5 صفحہ 24)

اس کے وجود کا ہر رگ و ریشہ خداوند ازلی کا گھر ہے اس کا ہر سانس اور ہر ذرہ دوست کے جمال سے منور ہے۔اس کے چہرہ کا حسن سینکڑوں چاند اور سورج سے بہتر ہے اس کے کوچہ کی خاک تاتاری مشک کے سینکڑوں نافوں سے زیادہ خوشبودار ہے، وہ لوگوں کی عقل و سمجھ سے بالاتر ہے فکر کی کیا مجال کہ اُس ناپیداکنار سمندر کی حد تک پہنچ سکے۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام رگ و ریشہ میں عشق الٰہی کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر موجزن تھا یہی وجہ ہے کہ آپ گھنٹوں اپنے ربّ کی عبادت میں سرشار کھڑے رہتے، رکوع و سجود کرتے اور اپنی بندگی کا اظہار کرتے چلے جاتے پھر بھی آپ کا دل سیر نہیں ہوتا تھا اور غایت درجہ لذت و سرور کی وجہ سے آپ کی طبیعت میں اکتاہٹ پیدا نہیں ہوتی تھی بلکہ آپ کی روح اس سے راحت محسوس کرتی اور جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا اس آبشارِ محبت کا بہاؤ مزید تیزی اختیار کر جاتا۔

جب مقصد زندگی خدا تعالیٰ اور اُس کی رضا ہو جائے تو پھر انسانی رشتے اور سب محبتیں اُس کے تابع ہو جاتی ہیں۔ایسا انسان خدا تعالیٰ کی محبت میں کھو کر اپنے وجود تک کو مٹاڈالتا ہے اور اپنی تمام خواہشوں اور ارادوں سے الگ ہو کر اُس میں محو ہو جاتا ہے اور اُس کی روح دیوانہ وار اپنے محسن کے حضور جھکتی اور رکوع و سجود کرتے ہوئے وارفتگی کے عالم میں اُس کے آستانہ کا طواف کرتی اور سو جان سے اُس پر نثار ہونے کے لئے تیار رہتی ہے۔تب وہ محسن اُسے اپنی آغوش محبت میں لے کر اپنے قرب خاص سے نوازتا اور پیار کا سلوک فرماتا ہے۔ہمارے آقا و مولا حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطہر دل میں اپنے پیدا کرنے والے خالق و مالک کے عشق و محبت کی ایسی تلاطم خیز لہریں موجزن تھیں جو آپ کو ایک پل کے لئے بھی یاد خدا سے محو نہ ہونے دیتیں۔اسی لئے فرماتے ہیں کہ:

تَنَامُ عَيْنَيَّ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل بیدار رہتا ہے۔

(بخاری، کتاب المناقب، بَابُ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللّٰہ علیہ و سلم تَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ حدیث نمبر3569)

یعنی اگرچہ بظاہر مَیں سوجاتا ہوں لیکن میرا دل یاد خدا میں محو رہتا ہے کیونکہ محبوب کی یاد ہی میری زندگی ہے اور اس مقصد کو میں کبھی اور کسی وقت فراموش نہیں کرسکتا۔

ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتدائی زندگی میں ہی یہ ادراک ہوگیا تھا کہ آپؐ اس دنیا میں ہوتے ہوئے بھی اپنے خالق کے لئے بنائے گئے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ آپؐ اپنے جسم کے ذرّے ذرّے کو اپنے آسمانی آقا کے حضور ڈال دیتے تاکہ حق بندگی ادا ہو۔ربّ عرش کریم فرماتا ہے:

اَلَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ۔ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ (الشعراء:219-220) ’’جو تجھے دیکھ رہا ہوتا ہے جب تو کھڑا ہوتا ہے۔اور سجدہ کرنے والوں میں تیری بے قراری کو بھی۔‘‘

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت الٰہی کے ذکر میں فرماتے ہیں:

لَهٗ فِيْ عِبَادَةِ رَبِّهٖ غَلْيُ مِرْجَلٍ
وَفَاقَ قُلُوْبَ الْعَالَمِيْنَ تَعَبُّدَا

(کرامات الصادقین، روحانی خزائن جلد ہفتم صفحہ 90)

اپنے ربّ کی عبادت میں اس میں ہنڈیا کا سا جوش ہے اور عبودیت میں وہ تمام جہانوں کے دلوں پر فوقیت لے گیا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تقویٰ و طہارت، دعاؤں اور عبودیت کے ایسے اعلیٰ معیار قائم کئے کہ ان پر چل کر تا قیامت خدا تعالیٰ کے پیار کے راہوں کو تلاش کیا جاسکتا ہے۔آپؐ نے اپنے وجود کو خدا تعالیٰ کے وجود میں گم کر کے اپنی ہستی تک کو مٹاڈالا اور ہر ایک نفسانی خواہش سے الگ ہوگئے تب وہ یار نہانی اپنی تمام تر صفات کے ساتھ آپؐ پر ظاہر ہوا تو آپؐ خدا نما وجود بن گئے۔آپؐ ہی وہ کامل انسان ہیں جو خدا تعالیٰ کے نور کا پرتو ہیں۔آپؐ وہ مصفا آئینہ ہیں جس سے خدا تعالیٰ کے چہرے کو باآسانی دیکھا جاسکتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر دنیا میں کسی کامل انسان کا نمونہ موجود نہیں اور نہ آئندہ قیامت تک ہوسکتا ہے۔پھر دیکھو کہ اقتداری معجزات کے ملنے پر بھی حضورؐ کے شامل حال ہمیشہ عبودیت ہی رہی اور بار بار اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ (الکھف:111) ہی فرماتے رہے۔یہاں تک کہ کلمہ توحید میں اپنی عبودیت کا اقرار ایک جزو لازم قرار دیا۔جس کے بدوں مسلمان، مسلمان ہی نہیں ہوسکتا۔سوچو اور پھر سوچو، پس جس حال میں ہادی اکمل کی طرز زندگی ہم کو یہ سبق دے رہی ہے کہ اعلیٰ ترین مقام قرب پر بھی پہنچ کر عبودیت کے اعتراف کو ہاتھ سے نہیں دیا تو اور کسی کا تو ایسا خیال کرنا اور ایسی باتوں کا دل میں لانا ہی فضول اور عبث ہے۔‘‘

(رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء صفحہ 140)

جن و انس کی پیدائش کی علت غائی عبادت الٰہی کا قیام ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد حقوق اللہ اور حقوق العباد کو ان کی معراج تک پہنچانا تھا چنانچہ عبادت الٰہی کے اعلیٰ اسلوب سکھلانے کے لئے آپؐ نے اپنے ماننے والوں کے سامنے یہ تعلیم پیش کی کہ ہر کام خدا تعالیٰ کے حکم، اُس کی رضا اور اُس کی محبت کو پیش نظر رکھ کر کیا جائے کیونکہ جس کام میں خدا تعالیٰ کے رضا اور خوشنودی شامل ہو جائے وہ عبادت ہے اور جس کام میں خدا تعالیٰ کے ناراضگی کا ایک ادنیٰ سا شائبہ نظر آئے وہ گناہ ہے اور گناہ کی حقیقت یہ ہے کہ وہ قرب الٰہی سے دوری کا سبب بنتا ہے۔آپؐ نے زمین و آسمان کی پیدائش کا مقصد اور اُس کی علت غائی کھول کر بیان فرمائی تاکہ آپ کے ماننے والے اُن راہوں کو اختیار کریں جو قرب الٰہی کے دروازوں کو کھولنے والی اور دیدار یار سے مشرف کرنے والی ہیں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

❁ میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔آسمان پر شور برپا ہے اور اس کا حق ہے کہ ایسا ہو کیونکہ آسمان پر چار انگلیوں کی جگہ بھی ایسی نہیں جہاں کوئی فرشتہ پیشانی رکھے سجدہ نہ کر رہا ہو۔‘‘

(جامع ترمذی کتاب الزھد باب قول النبی لو تعلمون حدیث نمبر 2234)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی زندگی میں ہی مکہ کے لوگوں نے یہ جان لیا تھا کہ یہ شخص کسی اور ہی دنیا کا باسی ہے جس کے تمام افعال صرف اور صرف اپنے ربّ کے لئے ہیں اسی لئے وہ یہ گواہی دینے پر مجبور ہوئے کہ عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ یعنی محمدؐ تو اپنے ربّ کا عاشق جانثار بن گیا ہے اُسے تو اپنے ربّ کے سوا کچھ سوجھتا ہی نہیں، اُس کی سوچوں کا محور اور اُس کی زندگی کی منزل صرف اللہ العالمین ہے۔سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

❁ ’’صحابہ رضی اللہ عنہم نے اُس مرد صادق کا منہ دیکھا تھا جس کے عاشق اللہ ہونے کی گواہی کفار قریش کے منہ سے بھی بے ساختہ نکل گئی اور روز کی مناجاتوں اور پیار کے سجدوں کو دیکھ کر اور فنافی الاطاعت کی حالت اور کمال محبت اور دلدارگی کے منہ پر روشن نشانیاں اور اس پاک منہ پر نور الٰہی برستا مشاہدہ کر کے کہتے تھے عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّهٗ کہ محمدؐ اپنے ربّ پر عاشق ہوگیا ہے۔اور پھر صحابہ نے صرف وہ صدق اور محبت اور اخلاص ہی نہیں دیکھا بلکہ اس پیار کے مقابل پر جو ہمارے سید محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل سے ایک دریا کی طرح جوش مارتا تھا، خدا تعالیٰ کے پیار کو بھی تائیدات خارق عادت کے رنگ میں مشاہدہ کیا۔تب ان کو پتہ لگ گیا کہ خدا ہے۔اور ان کے دل بول اٹھے کہ وہ خدا اِس مرد کے ساتھ ہے۔‘‘

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد6 صفحہ 346)

عبد شکور

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اپنے مومن بندوں کی یہ علامت بیان فرمائی ہے کہ:

يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا (الفرقان:65)
’’اپنے ربّ کے لئے راتیں سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے گزارتے ہیں۔‘‘

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل اللہ کے ذکر کی وجد آمیز کیفیات سے ہمیشہ معمور رہتا اور آپؐ ہر گھڑی اللہ تعالیٰ کی رضا کے طالب رہتے۔چونکہ نماز کی تمام تر کیفیات عاجزی اور بندگی کا بہترین اظہار ہیں اِس لئے آپ گھنٹوں عبادت کرتے لیکن پھر بھی آپ کی روح اُس سے سیر نہ ہوتی۔آپؐ فرماتے ہیں: قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ (سنن نسائی، کتاب عشرۃ النساء، باب حب النساء) میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔اللہ تعالیٰ جو آپؐ کے دل کا راز دان اور آپ کے دل کی تمام کیفیات کو جاننے والا ہے اُس نے آپ کو رات کے آخری حصہ میں خاص طور پر عبادت کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا: وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ (بنی اسرآئیل:80) ’’اور رات کے ایک حصہ میں بھی اس (قرآن) کے ساتھ تہجد پڑھا کر۔یہ تیرے لئے نفل کے طور پر ہوگا۔‘‘

❁ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اتنی لمبی نماز ادا فرمایا کرتے تھے کہ آپؐ کے پاؤں متورّم ہو کر پھٹ جاتے تھے۔ایک دفعہ میں نے آپ سے عرض کی اے اللہ کے رسول! آپ کیوں اتنی تکلیف اٹھاتے ہیں جب کہ اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے

تمام قصور معاف فرما دیئے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: اَفَلَا اُحِبُّ اَنْ اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا کیا میں یہ نہ چاہوں کہ میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں۔ (بخاری کتاب التفسیر باب قوله ليغفرلک الله ما تقدم من ذنبک ...... حدیث 4837)

کیا میں اپنے ربّ کی عبادت کرلوں؟

❁ عطاء روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں، ابن عمر اور عبیداللہ بن عمرؓ کے ساتھ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی۔ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی عجیب ترین بات بتایئے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھی ہو۔ اس پر حضرت عائشہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد سے بے تاب ہو کر رو پڑیں اور کہنے لگیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ادا ہی نرالی ہوتی تھی؟

❁ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میرے پاس تشریف لائے میرے ساتھ میرے بستر میں لیٹے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اے عائشہ کیا آج کی رات تو مجھے اجازت دیتی ہے کہ میں اپنے ربّ کی عبادت کر لوں۔ میں نے کہا خدا کی قسم مجھے تو آپ کی خواہش کا احترام اور آپ کا قرب پسند ہے، میری طرف سے آپ کو اجازت ہے۔ تب آپؐ اُٹھے اور مشکیزے سے وضو کیا، نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور نماز میں اس قدر روئے کہ آپؐ کے آنسو آپ کے کپڑوں پر گرنے لگے۔

❁ نماز کے بعد آپ دائیں طرف ٹیک لگا کر اس طرح بیٹھ گئے کہ آپ کا دایاں ہاتھ آپؐ کے دائیں رخسار کے نیچے تھا اور پھر رونا شروع کر دیا یہاں تک کہ آپؐ کے آنسو زمین پر ٹپکنے لگے۔ یہاں تک کہ فجر کی اذان دینے کے بعد بلالؓ آئے، جب انہوں نے آپ کو اس طرح گریہ وزاری کرتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے یا رسول اللہ! آپؐ اتنا کیوں روتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کے گزشتہ اور آئندہ ہونے والے سارے گناہ بخش چکا ہے؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ’’کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟‘‘ (تفسیر روح البیان۔ زیر تفسیر سورۃ آل عمران آیت نمبر 191-192)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

❁ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے وقت گیارہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ یہی آپ کی تہجد کی نماز ہوتی۔ اس میں آپؐ سجدہ اتنا (لمبا) کرتے کہ جتنے میں تم میں سے کوئی پچاس آیتیں آپ کے سر اُٹھانے سے پہلے پڑھ لے۔

(صحیح البخاری، کتاب التهجد، بَابُ طُوْلُ السُّجُوْدِفِی قِيَامِ اللَّيْلِ حدیث نمبر 1123)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں:

❁ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کی نماز بیٹھ کر پڑھتے کبھی نہیں دیکھا۔ یہاں تک کہ جب آپؐ بوڑھے ہو گئے تو آپؐ بیٹھ کر نماز پڑھتے۔ جب رکوع کرنا چاہتے تو کھڑے ہو جاتے۔ تیس چالیس کے قریب آیات پڑھتے، پھر رکوع کرتے۔

(صحیح البخاری، کتاب تقصير الصلاة، بَابُ اِذَا صَلَّى قَاعِدًا ثُمَّ صَحَّ...... حدیث 1118)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

❁ ایک رات میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپؐ اتنا کھڑے رہے کہ میں نے ایک بری بات کا ارادہ کیا۔ صحابہ نے پوچھا: آپؐ نے کیا ارادہ کیا؟ جواب دیا کہ میں نے ارادہ کیا کہ بیٹھ جاؤں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دوں۔

(صحیح البخاری، کتاب التهجد، بَابُ طُوْلُ السُّجُوْدِفِيصَلَاةِ اللَّيْلِ حدیث نمبر 1135)

کسی نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز اور اس کی رکعات سے متعلق بتایئے تو آپؓ نے فرمایا:

❁ (کبھی) سات رکعتیں اور (کبھی) نو رکعتیں اور (کبھی) گیارہ رکعتیں سوائے فجر کی دو رکعات کے۔

(صحیح البخاری، کتاب الصلاة، باب كَيْفَ كَانَ صَلَاةُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم حدیث نمبر 1139)

❁ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بستر پر موجود نہ پایا۔ میں نے آپ کو ٹٹولنا شروع کیا تو میرا ہاتھ آپؐ کے پاؤں کے تلووں سے جا ٹکرایا۔ آپ اس وقت سجدہ میں تھے اور آپؐ کے پاؤں کھڑے تھے اور آپؐ یہ دعا کر رہے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِرَضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ۔ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ۔ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْكَ۔ لَا اُحْصِىْ ثَنَاءً عَلَيْكَ۔ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ۔ (ابن ماجه، كتاب الدعاء، باب ماتعوذ منه رسول الله صلى الله عليه وسلم)

اے اللہ! میں تیری ناراضگی کی بجائے تیری رضا کا طالب ہوں اور تیری گرفت کی بجائے تیرے درگزر کا طالب ہوں۔ اور میں تجھ سے تیری پناہ کا طالب ہوں۔ میں تیری تعریف کا حق ادا نہیں کر سکتا تُو ویسا ہی ہے جیسا کہ تُو نے اپنی ثناء کی ہے۔

نماز کی محبت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

حُبِّبَ اِلَيَّ النِّسَاءُ وَ الطِّيْبُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِىْ فِى الصَّلَاةِ۔

(سنن نسائی کتاب عشرة النساء باب حب النساء حدیث نمبر 3950)

❁ مجھے (تمہاری دنیا میں سے) عورتیں اور خوشبو محبوب ہیں مگر میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

اللہ کے حضور گریہ وزاری کرنے والے

عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّىْ وَ فِىْ صَدْرِهٖ اَزِيْزٌ كَاَزِيْزِ الرَّحَى (الْمِرْجَلِ) مِنَ الْبُكَاءِ صلى الله عليه وسلم۔ (ابوداؤد كتاب الصلاة باب البكاء فى الصلاة حدیث نمبر 899)

❁ حضرت مطرف رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اس وقت شدتِ گریہ وزاری کے باعث آپ کے سینہ سے ایسے آواز آ رہی تھی جیسے چکی کے چلنے کی آواز ہوتی ہے۔

سنن نسائی کی روایت میں ہے کہ:

❁ جیسے ہنڈیا کے ابلنے کی سی آواز آتی ہے۔

(سنن نسائی، کتاب السهو، باب البكاء فى الصلاة)

لَهٗ فِىْ عِبَادَةِ رَبِّهٖ غَلْىُ مِرْجَلٍ
وَفَاقَ قُلُوْبَ الْعَالَمِيْنَ تَعَبُّدَا

(کرامات الصادقین، روحانی خزائن جلد ہفتم صفحہ 90)

❁ اپنے ربّ کی عبادت میں اس میں ہنڈیا کا سا جوش ہے اور عبودیت میں وہ تمام جہانوں کے دلوں پر فوقیت لے گیا ہے۔

ہر حال میں اللہ کی مدد کے طالب

❁ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر والے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کی طرف دیکھا تو ان کی تعداد ایک ہزار تھی اور آپ کے صحابہؓ کی تعداد تین سو انیس تھی۔ اس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف اپنا منہ کر لیا اپنے ہاتھ پھیلا دیئے اور یہ دعا کرنے میں مصروف ہو گئے۔

اے اللہ! اپنے وہ وعدے جو تُو نے میرے ساتھ کئے ہیں پورے کر دکھا، اے اللہ! اگر آج تُو اس مٹھی بھر مسلمانوں کے گروہ کو ہلاک کر دے گا تو زمین میں تیری کبھی بھی عبادت نہ کی جائے گی۔‘‘

آپ قبلہ رُو ہو کر اپنے ہاتھ پھیلا کر مسلسل یہ دعا کئے جا رہے تھے کہ آپ کے کندھوں سے آپ کی چادر گر پڑی اس پر ابوبکرؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ انہوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کو پکڑا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر ڈال دیا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیچھے سے چمٹ گئے اور عرض کیا اے اللہ کے نبی! آپ نے اپنے رب سے بہت زیادہ دعا کر لی ہے۔ وہ یقیناً وہ وعدے پورے کر دکھائے گا جو اس نے آپ سے کئے ہیں۔ (مسلم، کتاب الجہاد)

رمضان کی عبادت

جی ہاں! عشق ومحبت میں ڈوبی یہی وہ ادائیں تھیں جنہیں دیکھ کر چشم فلک جھوم اٹھتا تھا، فضائیں مہک جاتی تھیں۔ آپؐ رمضان میں عبادت کا خاص اہتمام فرماتے اور کمر ہمت کس لیتے۔ رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے رکھتے۔ محرّم کے دس دن کے روزے رکھتے تاکہ خدا تعالیٰ کی خاطر بھوک اور پیاس برداشت کر کے اُس کی یاد سے اپنے دل کو آباد کر سکیں۔

❁ اُمُّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھنے لگتے اور رکھتے چلے جاتے یہاں تک کہ ہمیں گمان ہوتا کہ اب آپ روزے رکھنے نہیں چھوڑیں گے اور پھر آپ روزے رکھنے چھوڑ دیتے یہاں تک کہ ایسا لگتا کہ آپ روزے نہیں رکھیں گے۔ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان کے علاوہ کبھی کسی مہینہ میں پورا مہینہ روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان کے علاوہ کسی اور مہینہ میں زیادہ روزے رکھنے والا نہیں پایا۔

(بخاری، کتاب الصوم باب صوم شعبان حدیث نمبر 1969)

❁ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رمضان کے آخری عشرہ میں داخل ہوتے تو اپنی کمر کس لیتے، اپنی راتوں کو زندہ رکھتے اور اپنے اہل کو بھی (تہجد کے لئے) بیدار کرتے۔

(بخاری كتاب فضل ليلة القدر باب العمل فى العشر الاواخر من رمضان حدیث نمبر 2024)

❁ حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن روایت کرتے ہیں کہ میں نے امّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رمضان میں نماز کی کیا کیفیت ہوتی تھی۔ اس پر انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور اس کے علاوہ اپنی تہجد میں گیارہ رکعت پر اضافہ نہ کرتے تھے۔ آپ چار رکعات پڑھتے ان کے حسن اور ان کی طوالت کے بارہ میں نہ ہی پوچھو، پھر آپ چار رکعات ادا فرماتے، تم ان کی حُسنِ ادائیگی اور طوالت کے بارہ میں نہ ہی پوچھو۔ پھر آپ تین رکعات ادا فرماتے۔

حضرت امّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا آپ وتر ادا کرنے سے پہلے ہی سو جاتے ہیں؟ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ’’اے عائشہ! میری آنکھیں تو سوتی ہیں مگر میرا دل نہیں سوتا۔‘‘

(بخاری كتاب التهجد۔ باب قيام النبىؐ بالليل فى رمضان وغيره حدیث نمبر 1147)

مجسم دعا

❁ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگوں سے یا سریہ سے یا حج یا عمرہ سے واپس لوٹتے وقت کسی ٹیلے یا چوٹی پر چڑھتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے۔ پھر یہ دعا کرتے ’’اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کی ہے اور حمد کا صرف وہی مستحق ہے اور وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہم توبہ کرتے ہوئے، عبادت کرتے ہوئے سجدہ ریز ہوتے ہوئے اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے لوٹنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کو پورا کر دکھایا اور اپنے بندہ کی مدد کی۔ اور گروہوں کو اس اکیلے نے شکست دے دی۔

(مسلم، كتاب الحج، باب مايقول اذا رجع من سفر الحج ...... حدیث نمبر 3278)

کثرت سے ذکر الٰہی کرنے والے

جُبَیر بن نُفَیر روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

❁ مجھے یہ وحی نہیں کی گئی کہ میں مال جمع کروں اور تاجروں میں سے بن جاؤں۔ البتہ مجھے یہ وحی کی گئی ہے کہ ’’سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السَّاجِدِيْنَ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ‘‘ (الحجر:99-100) پس اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ تسبیح کر اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہو جا۔ اور اپنے ربّ کی عبادت کرتا چلا جا یہاں تک کہ تجھے یقین آ جائے۔

(مشكوة المصابيح، كتاب الرقاق، الفصل الثالث حديث نمبر 5206)

❁ حُسین بن وَاقد روایت کرتے ہیں کہ یحیٰ بن عُقَیل نے مجھے بتایا کہ میں نے عبداللہ بن اَبی اوفیٰ رضی الله عنه کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے ذکرِ الٰہی کیا کرتے تھے اور لغو بات نہ کیا کرتے تھے۔ آپؐ نماز لمبی پڑھتے تھے اور خطبہ مختصر دیتے تھے۔ (سنن نسائی، كتاب الجمعة۔ باب ما يستحب من تقصير)

کثرت سے استغفار کرنے والے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

’’وَاللّٰهِ اِنِّىْ لَاَسْتَغْفِرُاللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فِى الْيَوْمِ اَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً۔‘‘

اللہ کی قسم! مَیں اللہ سے ایک دن میں ستّر سے زائد مرتبہ توبہ واستغفار کرتا ہوں۔ (بخاری، كتاب الدعوات۔ باب استغفار النبى صلى الله عليه وسلم فى اليوم و الليلة حدیث نمبر 6307)

خلوت میں یاد الٰہی

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

❁ ’’اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے آشنا ہو تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ آپؐ نے کبھی

ایسی باتوں کا التزام نہیں کیا۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں فنا تھے۔ انسان کو تعجب آتا ہے کہ کس مقام اور درجہ پر آپ پہنچے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تھے۔ رات کو جب میری آنکھ کھلی تو میں نے آپؐ کو اپنے بستر پر نہ پایا۔ مجھے خیال گزرا کہ کسی دوسری بیوی کے گھر میں ہوں گے چنانچہ میں نے سب گھروں میں دیکھا مگر آپؐ کو نہ پایا۔ پھر میں باہر نکلی تو قبرستان میں دیکھا کہ آپؐ سفید چادر کی طرح زمین پر پڑے ہوئے ہیں اور سجدہ میں گرے ہوئے کہہ رہے ہیں سَجَدَتْ لَکَ رُوْحِیْ وَجَنَانِی۔ اب بتاؤ کہ یہ مقام اور مرتبہ 33 مرتبہ کی دانہ شماری سے پیدا ہوجاتا ہے۔ ہرگز نہیں"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 14-15 مطبوعہ ربوہ)

فتح مکہ کے روز عجز سے سر جھکا دیا

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کے فخر و مباہات سے کوسوں دُور اللہ تعالیٰ کے ایسے عبد کامل تھے کہ آپ کا ہر ایک معاملہ اللہ تعالیٰ کے لئے خاص تھا اور اسی کی رضامندی ہمیشہ آپؐ کے پیش نظر رہتی۔ فتح مکّہ کے روز جب سارا مکّہ مجرموں کی طرح آپؐ کے سامنے پیش ہوا تو اس پر بھی آپؐ نے کوئی فخر نہ کیا بلکہ اپنی گردن کو خدائے واحد ویگانہ کے حضور جھکا دیا کیونکہ یہ فتح مبین بھی اُسی کی عنایات کے طفیل عطا ہوئی تھی۔

❁ معاویہ بن قُرَّہ روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مُغَفَّلِ یہ بیان کیا کرتے تھے کہ میں نے فتح مکہ کے روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اونٹنی پر سوار "اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِیَغْفِرَلَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ (الفتح :2-3)

"یقیناً ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح عطا کی ہے۔ تا کہ اللہ تجھے تیری ہر سابقہ اور ہر آئندہ ہونے والی لغزش بخش دے۔" پڑھتے ہوئے سنا۔ راوی کہتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ان آیات کو بار بار پڑھ رہے تھے۔"

(شمائل الترمذی ، باب ماجاء فی قراءة رسول الله صلی الله علیه وسلم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

❁ "دیکھو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ کو فتح کیا تو آپ نے اسی طرح اپنا سر جھکایا اور سجدہ کیا جس طرح ان مصائب اور مشکلات کے دنوں میں جھکاتے اور سجدے کرتے تھے جب اسی مکہ میں آپ کی ہر طرح سے مخالفت کی جاتی اور دکھ دیا جاتا تھا۔ جب آپ نے دیکھا کہ میں کس حالت میں یہاں سے گیا تھا اور کس حالت میں اب آیا ہوں تو آپ کا دل خدا کے شکر سے بھر گیا اور آپ نے سجدہ کیا۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 404۔ ایڈیشن 2003ء حاشیہ)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری وقت کی دعا

❁ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے وقت میری گود کا سہارا لے کر لیٹے ہوئے تھے اور یہ دعا کرتے تھے "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَ اَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی" اے اللہ! مجھے بخش، مجھ پر رحم کر اور مجھے رفیقِ اعلیٰ سے ملا دے (یعنی اپنا قرب خاص عطا کر)۔

(بخاری کتاب المرضی باب نهی تمنی المریض الموت)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"آسمان پر ہر ایک رُوح کے لئے ایک نقطہ ہوتا ہے اس سے آگے وہ نہیں جاتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقطۂ نفسی عرش تھا اور رفیق اعلیٰ کے معنے بھی خدا ہی کے ہیں۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اور کوئی معزز و مکرم نہیں ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 136۔ ایڈیشن 2003ء)

اللہ کرے کہ ہم بھی ہادی کامل، نبی رؤف و رحیم کے نقش پا کی متابعت میں اپنے ربّ کی رضا حاصل کرنے کے لئے صرف اُسی کے حضور قیام کریں اور رکوع و سجود کرتے ہوئے اپنی عاقبت کو سنوارنے کی کوشش کریں تا کہ وہ آسمانی آقا ہم سے راضی اور خوش ہو جائے۔

نماز جنازہ حاضر و غائب

……مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 30/اکتوبر 2015ء بروز ہفتہ نماز عصر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرم چوہدری حبیب احمد باجوہ صاحب۔ جرمنی (ابن مکرم چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ مرحوم) کی نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

آپ 25/اکتوبر 2015ء کو اچانک حرکت قلب بند ہونے سے 74 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت چوہدری عبداللہ خان صاحب کے پوتے تھے جو کہ حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب کے ماموں زاد بھائی تھے۔ آپ بہت شریف النفس، ملنسار، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ بہت محبت اور اخلاص کا تعلق تھا۔ آپ نے جرمنی میں زعیم انصاراللہ کے علاوہ شعبہ ضیافت میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم خلیل احمد صاحب باجوہ صاحب (رضا کار کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری) کے بڑے بھائی تھے۔

اس کے ساتھ حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی:

(1) مکرم مہر شمس الدین بھروانہ صاحب (جھنگ۔ پاکستان)

22 ستمبر 2015ء کو 72 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے 1953ء میں قبول احمدیت کی سعادت پائی۔ آپ کو 20 سال صدر جماعت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ بہت سادہ مزاج، غریب پرور، مہمان نواز، صلہ رحمی کرنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ دوکان پر آنے والے دوستوں کو بڑے شوق سے تبلیغ کیا کرتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 3 بیٹیاں اور 5 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے دو بیٹے واقف زندگی ہیں جن میں سے ایک مکرم حفیظ اللہ بھروانہ صاحب (مربی سلسلہ) جامعہ احمدیہ جرمنی میں استاد کے طور پر خدمت بجالا رہے ہیں جبکہ دوسرے بیٹے مکرم سیف اللہ بھروانہ صاحب مربی سلسلہ ہیں۔ ان کے علاوہ ایک بیٹے مکرم رفیق احمد صاحب صدر جماعت اور نگران حلقہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(2) مکرم رانا عبدالرحمٰن صاحب (ہڈرزفیلڈ۔ یوکے)

18 اکتوبر 2015 کو 86 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ 1990 میں پاکستان سے یوکے شفٹ ہوئے تھے۔ 1974 میں غیر احمدیوں نے آپ کے کاروبار کو لوٹ لیا تھا۔ مگر اس کے باوجود آپ نے کبھی تبلیغ کو نہیں چھوڑا۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کے بڑے پابند تھے اور ہمیشہ اپنی اولاد کو بھی مسجد میں نماز ادا کرنے کے لئے لاتے اور انہیں نظام جماعت سے وابستہ رکھنے کی کوشش کرتے۔ بہت دعا گو نیک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں 6 بیٹیاں اور 5 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرم سید مبشر احمد صاحب (ابن مکرم سید عارف احمد صاحب۔ قادیان)

9 اکتوبر 2015ء کو 28 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے والد بہار سے آکر قادیان میں آباد ہوئے۔ مرحوم نیک، اچھے اخلاق کے مالک اور مخلص انسان تھے۔

(4) مکرم سیٹھ نذیر احمد صاحب بھٹی (ابن مکرم شہاب الدین بھٹی صاحب آف راجوری حال بشیر آباد سندھ)

23 ستمبر 2015ء کو طویل علالت کے بعد بعارضہ قلب وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو قاضی سلسلہ جماعت بشیر آباد سندھ کے علاوہ کئی حیثیتوں سے جماعتی خدمات کی توفیق ملی۔ آپ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، صاف گو، نڈر، بہت مہمان نواز، نیک اور مخلص انسان تھے۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم فرید احمد بھٹی صاحب کونگو میں مبلغ سلسلہ ہیں۔

(5) مکرمہ صدیقہ خانم صاحبہ (اہلیہ مکرم نذیر احمد صاحب شہید آف تخت ہزارہ ضلع سرگودھا۔ حال ربوہ)

20 اگست 2015ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کا خلافت سے بے انتہاء محبت، اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔ 2000ء میں تخت ہزارہ ضلع سرگودھا میں اپنے عزیزوں کی شہادتوں کے بعد ربوہ شفٹ ہوگئی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ نمازوں کی پابند، دعا گو، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں 2 بیٹیاں اور 2 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک نواسے عزیزم راحیل احمد جامعہ احمدیہ یوکے میں درجہ خامسہ کے طالب علم ہیں۔

(6) مکرم چوہدری عبد اللطیف اٹھوال صاحب (سابق اکاؤنٹنٹ دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

15 اکتوبر 2015ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو لمبا عرصہ دفتر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ میں اکاؤنٹنٹ کی حیثیت سے نہایت ذمہ داری سے خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، دعا گو، دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے، بڑے محنتی، انتہائی سادہ مزاج، دیانتدار، مہمان نواز اور مخلص انسان تھے۔ ہر مالی قربانی اور تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ ایک دفعہ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک مالی تحریک فرمائی تو آپ نے فوری طور پر اپنی دو بیٹیوں کے جہیز کے لئے جمع کی ہوئی رقم چندہ میں دے دی۔ MTA باقاعدگی سے دیکھتے اور جماعتی کتب و رسائل کا باقاعدگی سے مطالعہ کرتے تھے۔ اپنے بچوں کی نیک تربیت کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے تھے۔ خلافت سے نہایت محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں 3 بیٹیاں اور 2 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے داماد مکرم مسعود احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ کینبرا۔ آسٹریلیا میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(7) مکرم عزیز احمد بھٹی صاحب (ابن مکرم عبد الغنی بھٹی صاحب۔ کنری سندھ)

4 ستمبر 2015ء کو ایک ایکسیڈنٹ میں 47 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم ڈرائیور تھے اور جماعتی کاموں میں بھرپور حصہ لیتے تھے۔ بہت نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ بے انتہا محبت اور اخلاص کا تعلق تھا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے بڑے بیٹے عزیزم راحیل احمد بھٹی جامعہ احمدیہ ربوہ میں درجہ رابعہ کے طالبعلم ہیں۔

(8) مکرمہ امۃ الکریم نصرت چوہدری صاحبہ (اہلیہ مکرم مبشر احمد چوہدری صاحب۔ امریکہ)

22/اکتوبر 2015ء کو 65 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت چوہدری محمد دین صاحب رضی اللہ عنہ کی پوتی تھیں۔ آپ جماعت کی فعال رکن تھیں۔ خلافت کے ساتھ بہت عقیدت اور وفا کا تعلق تھا۔ پردہ کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ آپ نے مختلف حیثیتوں سے لجنہ اماء اللہ میں خدمت کی توفیق پائی۔ ربوہ میں سیکرٹری مال اور امریکہ میں لوکل صدر لجنہ کے طور پر کئی سال خدمت بجالاتی رہیں۔ صوم وصلوۃ کی پابند، تہجد گزار، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ آپ نے حج بیت اللہ کی سعادت بھی پائی۔ مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں اور ضرورتمندوں کی بھی مدد کیا کرتی تھیں۔ بچوں کو بڑے شوق سے قرآن کریم پڑھایا کرتی تھیں۔ بڑی صائب الرائے اور ہمدرد تھیں۔ اسی لئے لوگ رشتوں اور دیگر عائلی معاملات میں آپ سے مشورے لیا کرتے تھے۔ آپ نے 18 سال کی عمر میں وصیت کی اور 1/3 حصہ کی موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیہ: **خطبۂ عید الفطر** از صفحہ 20

غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو ملی جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسیح و مہدی بنا کر بھیجا۔ جن کا درجہ نبی کا ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت اور غلامی کی وجہ سے۔ اور پھر آگے درجے ہیں جو مومن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے اس معیار کی وجہ سے پا سکتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا معیار ہے۔

پس یہ انعامات ہیں جو ایک احمدی کو دوسرے سے ممتاز کرتے ہیں۔ یہاں صرف عیسائیوں کی بات نہیں کہ ان کی عیدوں کا انجام جو ہے انذار کی صورت میں نظر آ رہا ہے بلکہ دوسرے مسلمان فرقے بھی جنہوں نے زمانے کے امام کو نہیں مانا اس بات کا انکار کر کے کہ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں بھی کوئی نبی نہیں آ سکتا اپنے پر ان انعامات کے دروازوں کو بند کر رہے ہیں جو نبی کے بعد صدیق، شہید اور صالح کی صورت میں ہو سکتے ہیں۔ پس جن کو ان عبادتوں اور قربانیوں کے بعد بھی کچھ نہیں ملنا ان کی بھلا کیا عید ہو سکتی ہے؟

آج حقیقی عید اگر ہے تو احمدیوں کی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو مان کر ان انعاموں کی امید رکھتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں رہنے سے مل سکتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ہم نماز میں یہ دعا کرتے ہیں کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ۔ اس سے یہی مطلب ہے کہ خدا سے ہم اپنی ترقی ایمان اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے چار قسم کے نشان چار کمال کے رنگ میں چاہتے ہیں''۔ ہم اپنی ترقی ایمان اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے چار انعام چاہتے ہیں۔ یعنی '' نبیوں کا کمال۔ صدیقوں کا کمال۔ شہیدوں کا کمال۔ صلحاء کا کمال''۔ یعنی یہ انعامات جو ہیں وہ اس لئے ہیں کہ ہمارے ایمانوں میں ترقی ہو اور انسانیت کی بھلائی ہو اور اس کی خدمت کا موقع ہمیں مل سکے۔ فرماتے ہیں کہ '' سو نبی کا خاص کمال یہ ہے کہ خدا سے ایسا علم غیب پاوے جو بطور نشان کے ہو''۔ یعنی ایک تسلسل کے ساتھ اللہ تعالیٰ ان سے کلام کرتا ہو، غیب کی خبریں دیتا ہو۔ فرمایا '' اور صدیق کا کمال یہ ہے کہ صدق کے خزانہ پر ایسے کامل طور پر قبضہ کرے یعنی ایسے اکمل طور پر کتاب اللہ کی سچائیاں اس کو معلوم ہو جائیں کہ وہ بوجہ خارق عادت ہونے کے نشان کی صورت پر ہوں''۔ (تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 515-516)

اللہ تعالیٰ کی کتاب کا علم اس کو ہو اس کی سچائیاں اس پر ظاہر ہوں۔ اس کی ہر پیشگوئی پر ایمان ہو۔ فرمایا '' صدیق وہ ہوتا ہے جس کو سچائیوں کا کامل طور پر علم بھی ہو اور پھر کامل اور طبعی طور پر ان پر قائم بھی ہو''۔ یعنی صرف علم حاصل کرنا کافی نہیں بلکہ ان باتوں پر عمل کرنا اس علم سے فائدہ اٹھانا بھی ضروری ہے جو قرآن کریم پڑھ کے حاصل کیا۔ '' مثلاً اس کو ان معارف کی حقیقت معلوم ہو کہ وحدانیت باری تعالیٰ کیا شئے ہے اور اس کی اطاعت کیا شئے ہے اور محبت باری عَزَّ اِسْمُہٗ کیا شئے ہے اور شرک سے کس مرتبہ اخلاص پر مخلصی حاصل ہو سکتی ہے اور عبودیت کی کیا حقیقت ہے اور اخلاص کی حقیقت کیا اور توبہ کی حقیقت کیا اور صبر اور توکل اور رضا اور محویت اور فنا اور صدق اور وفا اور تواضع اور سخا اور ابتہال اور دعا اور عفو اور حیا اور دیانت اور امانت اور اتّقا وغیرہ اخلاقِ فاضلہ کی کیا کیا حقیقتیں ہیں۔ پھر ماسوا اس کے ان تمام صفات فاضلہ پر قائم بھی ہو''۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 420)

(یہ ایک اہم نکتہ ہے کہ سارے اخلاق جو اختیار کرنے ہیں ان تمام تعلیموں پر عمل کرنا، ان کو جو پڑھنا ہے سمجھنا ہے صرف اتنا کافی نہیں کہ پڑھ لیا اور سمجھ لیا بلکہ فرمایا ان پر قائم بھی ہوا۔ ن پر عمل بھی کرنے والا ہو۔)

پھر آپ نے فرمایا: صدیق کے کمال کے حصول کا فلسفہ یہ ہے کہ جب وہ اپنی کمزوری اور ناداری کو دیکھ کر اپنی طاقت اور حیثیت کے مطابق اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہتا ہے اور صدق اختیار کرتا اور جھوٹ کو ترک کر دیتا ہے اور ہر قسم کی رِجس اور پلیدگی سے جو جھوٹ کے ساتھ وابستہ ہے دور بھاگتا ہے اور عہد کر لیتا ہے کہ کبھی جھوٹ نہ بولوں گا۔ نہ جھوٹی گواہی دوں گا اور جذبہ نفسانی کے رنگ میں کوئی جھوٹی کلام نہ کروں گا۔ نہ لغو طور پر۔ نہ کسب خیر کے لئے۔ نہ دفع شر کے لئے۔ یعنی کسی رنگ اور حالت میں جھوٹ کو اختیار نہیں کروں گا۔ جب اس حد تک وعدہ کرتا ہے تو گویا اِیَّاکَ نَعْبُدُ پر خاص عمل کرتا ہے اور وہ عمل اعلیٰ درجے کی عبادت ہے۔ یہ ہے خوبصورت تعریف صدیق کی۔ جو عمل کیا تو یہ عمل عبادت ہے۔

(مأخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 366-365 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر فرمایا: '' شہید کا کمال یہ ہے کہ مصیبتوں اور دکھوں اور ابتلاؤں کے وقت میں ایسی قوتِ ایمانی اور قوتِ اخلاقی اور ثابت قدمی دکھلاوے کہ جو خارق عادت ہونے کی وجہ سے بطور نشان کے ہو جائے''۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 516)

جب تک ایمان قوی ہوتا ہے اس قدر اعمال میں بھی قوت آتی ہے یہاں تک کہ اگر یہ قوت ایمانی پورے طور پر نشوونما پاوے تو پھر ایسا مومن شہید کے مقام پر ہوتا ہے۔ وہ اپنی عزیز جان تک دینے میں تأمّل اور دریغ نہ کرے گا۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 1 صفحہ 339,340۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) (جب قوتِ ایمانی اس حد تک چلی جائے گی پھر ہر قربانی کے لئے تیار ہوتا ہے یہاں تک کہ جان بھی دینے کو تیار ہوتا ہے)

پھر آپ فرماتے ہیں: '' صالحین وہ ہوتے ہیں جن کے اندر سے ہر قسم کا فساد جاتا رہتا ہے۔ جیسے تندرست آدمی جب ہوتا ہے تو اس کی زبان کا مزہ بھی درست ہوتا ہے۔ ...... اسی طرح پر صالحین کے اندر کسی قسم کی روحانی مرض نہیں ہوتی اور کوئی مادہ فساد کا نہیں ہوتا۔ اس کا کمال اپنے نفس میں نفی کے وقت ہے''۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 57۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس صالح بننے کے لئے خود اپنے اندر اصلاح کا احساس اٹھنا چاہئے۔ اپنے نفس سے خود اصلاح ہونی چاہئے۔ ہر غلط کام کی خود نفی ہونی چاہئے۔ یہ ہے صالح کا کمال۔ آپ فرماتے ہیں '' مرد صالح کا کمال یہ ہے کہ ایسا ہر ایک قسم کے فساد سے دُور ہو جائے اور مجسّم صلاح بن جائے کہ وہ کامل صلاحیت اس کی خارق عادت ہونے کی وجہ سے بطور نشان مانی جائے''۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 516)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان اقتباسات سے جہاں ہمیں اس بات پر شکر گزاری کا احساس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس منعم علیہ گروہ میں ہمیں شامل کر دیا جنہوں نے زمانے کے امام کو مان کر قرآن کریم کا صحیح فہم حاصل کرنے کی کوشش کی وہاں ان ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی ہے اور ہونی چاہئے جو ایک احمدی کو ان مرتبوں تک پہنچنے کے لئے ادا کرنے کی کوشش کے لئے ضروری ہیں۔ ایک اندھیرے کمرے میں بیٹھا ہوا انسان تو کہہ سکتا ہے کہ مَیں اس کمرے میں موجود اچھی چیزوں سے اس لئے فائدہ نہیں اٹھا سکا کہ مجھے اندھیرے کی وجہ سے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ لیکن ایک شخص جس کو کمرے میں روشنی بھی میسر ہو، تمام فائدہ کی چیزیں بھی سامنے پڑی ہوں اور پھر وہ اپنی لاپرواہی یا سُستی کی وجہ سے ان سے فائدہ نہ اٹھائے جو اس کی زندگی سنوارنے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں تو پھر وہی قصوروار ہو گا جو فائدہ نہیں اٹھاتا۔

پس رمضان میں جس دَور سے ہم گزرے ہیں جن میں عبادات بھی ہیں۔ قرآن کریم کی تلاوت، درس اور اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق غور و فکر کی توفیق بھی ہے۔ نفس کی قربانیوں کی ٹریننگ بھی ہے۔ اعلیٰ اخلاق کے اظہار کی طرف توجہ بھی ہے۔ اس کو اب اپنی زندگیوں میں باقاعدگی سے اور تسلسل سے جاری رکھنا ہی ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت اور قرب کا ذریعہ بنائے گا۔ اور یہی حقیقی عید ہے جو قربانیوں اور اصلاح کی طرف توجہ اور تبدیلی کے بعد ایک مومن کو حاصل ہوتی ہے جس کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے جو دنیا کی طرف سے ملنے والی تکلیفوں اور مشکلات کی وجہ سے خوشیوں کو ہم سے دُور نہیں کر سکتا۔ جب حقیقی عید ملتی ہے تو پھر دنیاوی مشکلات ان خوشیوں کو دُور نہیں کر سکتیں کیونکہ ان سب چیزوں کے پیچھے ہمیں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ملنے والی خوشخبریاں نظر آ رہی ہوتی ہیں۔

جب روزوں سے ہم اپنی حالتوں کو درست کرنے کی کوشش کرتے ہوئے گزرے تو اللہ تعالیٰ جو اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے ان کو معمولی نیکیوں کے بھی اجر دیتا ہے اور کئی گنا بڑھا کر دیتا ہے اس لئے کہ اس کی رحمت ہر چیز پر حاوی ہے۔ نیکی کے اجر کئی گنا بڑھا کر دینے کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا وَمَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَۃِ فَلَا یُجْزٰٓی اِلَّا مِثْلَھَا وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ (الانعام: 161) جنہوں نے نیکی کی ہے اس نیکی سے دس گنا ان کو ملے گا اور جنہوں نے بدی کی انہیں صرف اتنی ہی سزا دی جائے گی اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ تو یہ ہے ہمارا خدا جو اپنے بندوں کو ہر وقت اپنے فضلوں سے نوازنے والا ہے اور ایک نیکی کے بدلے دس نیکیوں کا اجر دیتا ہے۔ پس جب رمضان میں سے اس نے ہمیں گزارا تو ایک حدیث کے مطابق تیس روزوں کے بدلے تین سو روزوں کا اجر دیا۔ اور اگر شوال کے بھی چھ روزے کوئی رکھ لے تو 360 دن پورے کر کے پورے سال کے روزوں کا ہی ثواب دے دیا۔

(صحیح مسلم کتاب الصیام باب استحباب صوم ستہ أیام من شوال اتباعا لرمضان حدیث نمبر 1164)

پس یہ خدا ہے جو ہمارا خدا ہے جو اگر بندے سے قربانی مانگتا ہے تو اس کے بے حساب اجر دیتا ہے۔ تیس دن کے روزوں کی ہم سے قربانی مانگی تو جہاں ان کو قبول فرماتے ہوئے کئی گنا اجر سے نوازا وہاں ظاہری طور پر اس نوازنے کے اظہار کے لئے عید کا دن بھی رکھ دیا کہ اس میں کھاؤ پیو اور خوشیاں مناؤ اور خدا کا شکر ادا کرو اور سب سے پہلے کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر ہی ہے اس لئے عید کی نماز سے اس شکرانے کا آغاز فرمایا تا کہ یاد رہے کہ اس خدا کی عبادت سے شکر کرو جو اگر کسی ظاہری تکلیف یا قربانی میں سے مومن کو گزارتا ہے تو وہی آسانی بھی پیدا کرتا ہے۔ وہی انعامات سے بھی نوازتا ہے۔ وہی کئی گنا بڑھا کر اجر بھی دیتا ہے۔ پس عید ہمیں رمضان میں خدا تعالیٰ کی خاطر قربانی کرتے ہوئے ہر جائز بات سے بھی کامیابی کے ساتھ رکتے ہوئے گزرنے کی کوشش پر خدا تعالیٰ کے انعام کا ایک ظاہری اظہار ہے۔ جس سے ہماری توجہ اس طرف پھرنی چاہئے کہ جب خدا تعالیٰ اپنی خاطر کیا گیا ہر فعل بے انتہا اجروں سے نوازتے ہوئے ہمیں واپس لوٹاتا ہے تو خدا تعالیٰ کے دین کی خاطر کوئی قربانی بغیر خدا تعالیٰ سے اجر پائے خالی نہیں جائے گی۔ جب ہم نے خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کو مان لیا تو خدا تعالیٰ اس نیکی کے کام کو بغیر اجر کے نہیں چھوڑے گا جبکہ اس وجہ سے ہمیں جان مال عزت کی قربانی بھی دینی پڑ رہی ہے۔

ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ جس طرح خدا تعالیٰ کی خاطر کیا گیا کوئی عمل بغیر اجر کے نہیں، یہ قربانیاں بھی جو احمدی کرتے ہیں رائیگاں جانے والی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ اعلان کہ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا۔ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا (الم نشرح: 6۔7)۔ ہمیں تسلی دلا رہا ہے کہ اگر آج ہم پر تنگی اور قربانی کا دور ہے تو آسانی بھی آنے والی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے انعامات کی لامحدود بارش ہو گی۔ مفسرین اس آیت کی یہی وضاحت کرتے ہیں اور حضرت مصلح موعودؓ نے بھی یہی نکتہ لیا ہے کہ اَلْعُسْر کہہ کر عُسر کو محدود کیا گیا ہے۔ تنگی کو محدود کیا گیا ہے۔ لیکن یُسر دونوں جگہ غیر محدود کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ (مأخوذ از تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 147) پس یہ اعلان ہمارے ایمانوں کو مضبوط کرنے والا ہے۔ اور ہمیں تسلی دلا رہا ہے کہ جس طرح ہر تنگی، قربانی اور اپنی خاطر کئے گئے ہر عمل پر خدا تعالیٰ انعامات سے نوازتا ہے اور اس کا انجام عید کی صورت میں ہوتا ہے نہ کہ عیدیں پہلے ہوں اور انجام انذار و وعید کی صورت میں نظر آ رہا ہو۔ جو زمانے کے امام کا انکار کرنے والے ہیں وہ بھی حقیقی عید سے اپنے آپ کو باہر نکال رہے ہیں کیونکہ جیسا کہ مَیں نے بتایا وہ اس بات کے تو قائل ہی نہیں رہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں نبی، صدیق، شہید اور صالح پیدا کر سکتا ہے۔ پس جب انعاموں کے انکاری ہیں تو حقیقی عیدوں کے بھی انکاری۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا کہ وہ کون لوگ ہیں جو انعام یافتہ ہیں اور کس طرح بن سکتے ہیں۔ صدیق تو وہ ہے جسے کامل طور پر اللہ تعالیٰ کے کلام پر یقین ہو نہ کہ مشکوک حالت میں رہیں۔ کبھی ناسخ و منسوخ کے چکّر میں ہیں۔ کبھی حضرت عیسیٰ کی وفات کے بارے میں شبہ میں ہیں۔ کبھی آخرین کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ یہ کون ہیں۔ مرزا صاحب نے کس طرح اس کی بنیاد پر اپنے آپ کو مسیح اور نبی کہہ دیا۔ جو پیروں فقیروں کی قبروں پر جا کر نذریں مانتے ہیں اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں انہیں کیا پتا کہ صِدق کیا ہے۔ جب حیا، امانت، دیانت غائب ہو جائیں تو وہاں صدق کا کیا کام رہ جاتا ہے۔ جہاں جھوٹ، تعدّی اور ظلم نے ڈیرے ڈالے ہوں وہاں صدّیقیت کس طرح ٹھہر سکتی ہے۔ جو مصلحتاً جھوٹ بولنے کو جائز قرار دیتے ہوں اور اپنی تفسیروں میں بھی لکھتے ہوں ان کا صدیقیت سے کیا تعلق۔ جو ظلموں پر اُکسانے والے ہوں وہ اللہ تعالیٰ کا قرب کس طرح حاصل کر سکتے ہیں۔ جو مظلوموں کی جان لینا ثواب سمجھتے ہوں ان کا ایمان کس طرح مضبوط کہلا سکتا ہے۔ کس منہ سے وہ اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ماننے والا کہہ سکتے ہیں۔ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے توحجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا تھا کہ لوگوں کی جانوں اور ان کے مالوں اور ان کی آبروؤں کی بے حرمتی جائز نہیں اور یہ اس خدا اور اس رسول کے نام پر یہ حرکتیں کر کے پھر خادمِ ختم نبوت ہونے کے نعرے لگاتے ہیں۔ دوسروں کو تو جانیں دینے کے لئے اکساتے ہیں اور خود جان دینے کا نام سن کر ہی ان کی جان نکل رہی ہوتی ہے۔ ہر طرح کے

روحانی امراض میں یہ مبتلا ہیں۔فساد کرنے کے لئے ہر دم تیار ہیں۔تو یہ لوگ تو نہ صدیق ہیں، نہ شہید بنے، نہ صالح بن سکتے ہیں اور نبوت کے وہ پہلے ہی انکاری ہیں۔گویا ان لوگوں نے خدا تعالیٰ کے انعاموں کے دروازے تو اپنے اوپر بند کر دیئے۔پس اب ہم مسیح محمدی کے غلام ہی ہیں جو اپنے ایمان کو ترقی دیتے ہوئے ان انعامات کے وارث ہو سکتے ہیں۔حقیقی عیدیں منانے والے بن سکتے ہیں۔اور اس کے لئے ایک احمدی کو ہر وقت کوشش کرنی چاہئے۔آج ہمیں اس بات پر تکلیف دی جاتی ہے، ہماری جانیں لی جاتی ہیں، ہمیں شہید کیا جاتا ہے، ہمارے پیاروں کو شہید کیا جاتا ہے کہ ہم کیوں اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی نعمتوں اور انعامات کے دروازے بند نہیں ہو سکتے۔کیوں ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض اس حد تک جاری ہے کہ آپؐ کی پیروی میں نبوت کا مقام بھی مل سکتا ہے۔

پس دشمن کو اپنی حرکتوں میں مصروف رہنے دیں اور ہم وہ کچھ کئے جائیں جس کا خدا تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے یہ بتا دیا تھا کہ نیکی کے بعد آسائش ہے۔کامیابیاں آنے والی ہیں۔انکار کرنے والے ذلیل و رُسوا ہوں گے۔ان کی کوئی تدبیر جرِیُ اللہ کی ترقی کو روک نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے عربی میں آپ کو الہاماً فرمایا کہ بَعْدَ الْعُسْرِ یُسْرٌ (تذکرہ صفحہ 72 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ) یعنی تنگی کے بعد فراخی ہے۔پس یہ یُسر تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی جماعت کے مقدر میں ہے اور آنا ہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق ملنا ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔اور یہ یُسر کوئی معمولی یُسر نہیں ہے بلکہ فتحِ مبین کی خبر ہے۔پس ہم احمدیوں کے لئے کوئی وجہ نہیں کہ ہم ان تنگیوں اور قربانیوں سے پریشان ہوں۔احمدیوں کی جانوں کی قربانی کا یہ سلسلہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے شروع ہوا جس میں حضرت صاحبزادہ عبداللطیفؓ شہید اور حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحبؓ نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے اس وقت بھی دشمن کا خیال تھا کہ اس ظالمانہ فعل سے احمدیت کو ختم کر دیں گے۔یا احمدیت سے لوگوں کو برگشتہ کر دیں گے لیکن ان شہیدوں نے پیچھے آنے والوں کے لئے جو عظیم الشان مثالیں قائم کیں اور جس طرح ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا اسے جماعت نے بھلایا نہیں بلکہ یہ شہادتوں کا سلسلہ آج تک چل رہا ہے۔علاوہ اس کے جو وقتاً فوقتاً شہادتیں ہوتی رہتی ہیں دو سال پہلے بھی رمضان کے مہینے میں منڈی بہاؤالدین میں کئی نمازیوں کو نماز پڑھتے ہوئے شہید کیا گیا تھا۔اس سال پھر ہمارے دو نوجوانوں کو اور ایک بزرگ کو اس رمضان میں شہادت کا رتبہ ملا۔مخالفین کا خیال ہے کہ اس طرح ہمارے حوصلے پست کر دیں گے یا ہمیں ختم کر سکتے ہیں۔بھلا جو خدا کی خاطر جان قربان کرنے کے لئے پہلے ہی ہر وقت تیار بیٹھے ہوں ان پر یہ وار کارگر کیسے ہو سکتے ہیں۔کبھی نہیں اور کبھی نہیں۔دشمن نے رمضان میں جو ہمارے خلاف محاذ کھڑا کیا تھا وہ کھڑا کر کے سمجھتا ہے کہ اس نے ہمارے رمضان اور ہماری عید کو خراب کیا ہے، ہمیں غمزدہ کر دیا، محزون کر دیا۔اس کی ان حرکتوں سے تو ہمیں پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے فضل سے رمضان سے فیض پانے کی توفیق ملی ہے۔اور صرف ان شہداء پر ہی بس نہیں ان کا حال تو یہ ہے، تنگ کرنے کا کہ حکومتی ادارے بجائے اس کے کہ ان شہداء کے مجرموں کو پکڑنے کی کوشش کرتے، مولویوں کے دباؤ میں آ کر ہمارے احمدیوں کو آنے بہانے پکڑ رہے ہیں۔ہم پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نام کی بے حرمتی کا الزام لگاتے ہیں جس کا ایک احمدی کبھی سوچ بھی نہیں سکتا۔بلکہ ہم تو اس مسیح و مہدی کو ماننے والے ہیں جس نے ''خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است'' (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 645) کہہ کر ہمیں آلِ محمدؐ پر بھی نثار ہونے کی تلقین فرمائی ہے۔یہ ظالمانہ الزام تو ہمیں کسی بھی قسم کی اذیّت سے زیادہ تکلیف دِہ ہے۔

پس اے دشمنِ بدفطرت اور بدنوا! کچھ ہوش کر کہ ہم پر ان ظلموں کا بدلہ لینے والا خدا تمہاری یہ سب حرکتیں دیکھ رہا ہے۔جب اس کی چکّی چلتی ہے تو ہر چیز کو پیس کر رکھ دیتی ہے۔ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے ہر دم اور ہر آن یہ نوید دی ہے اور دے رہا ہے کہ جس طرح روزوں میں خدا تعالیٰ کی خاطر کی گئی قربانیاں تمہیں عید دکھاتی ہیں یہ قربانیاں بھی انشاء اللہ تعالیٰ رنگ لائیں گی۔ہم جس طرح روزوں سے گزرے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے حکم سے ہم نے اپنے نفسوں پر کنٹرول رکھا تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کریں، جماعتی مخالفتوں اور سختیوں سے بھی انشاء اللہ تعالیٰ احمدی ثبات قدم دکھاتے ہوئے گزر جائے گا۔

لیکن مَیں احمدیوں سے بھی کہتا ہوں ہمیں ایک بات یاد رکھنی چاہئے کہ رمضان کی وقتی قربانی کے ساتھ ہم نے نمازوں اور نوافل کے جو معیار حاصل کرنے کی کوشش کی ہے ان جماعتی قربانیوں سے بھی کامیابی سے گزرنے کے لئے انہی معیاروں کے حصول کی کوشش کرنی ہو گی۔اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دائمی بنانے کے لئے ان کو جاری رکھنا ہو گا۔ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جہاں تک اسلام اور احمدیت کی ترقی کا تعلق ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق یہ ہونی ہے لیکن ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم اس میں مستقل اور کتنا حصہ ڈال رہے ہیں تا کہ اس حقیقی عید کو منا سکیں جو اسلام اور احمدیت کی ترقی سے وابستہ ہے۔پس اگر ہم یہ عید جلد حاصل کرنا چاہتے ہیں تو قربانیوں کے ساتھ اپنی عبادتوں کے معیار بھی مستقل بلند کئے رکھنے کی ضرورت ہے۔صدیق، شہید، صالح بننے کے لئے ان تمام باتوں کو کرنے کی ضرورت ہے جو حقوق اللہ اور حقوق العباد سے تعلق رکھتی ہیں۔

پس جب ہم اپنے میں ان تمام اخلاق کو جاری رکھنے کی کوشش کریں گے جن کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صدیق، شہید اور صالح کی تعریف میں فرمایا ہے اور پھر ساتھ اس کے خدا تعالیٰ سے تعلق اور عبادت کے معیار بھی بلند کرتے چلے جائیں گے تو دشمن کی یہ کوششیں جو وہ اپنے زُعم میں ہمیں ختم کرنے کے لئے کر رہا ہے اس کا اپنا نام و نشان مٹا دیں گی۔دشمن اس بات پر خوش ہے کہ ہم نے جماعت کے دو مفید وجود شہید کر دیئے جو planing بعد میں ان کی نظر آ رہی ہے اس سے یہی تأثرات ملتے ہیں۔شہید تو مَیں کہہ رہا ہوں وہ تو کہتے ہیں ہم نے مار دیئے۔تو یہ اس کی بھول ہے۔ہم اس بات پر خوش ہیں کہ جتنی بڑی قربانیاں ہیں اتنی بڑی خوشخبریاں ہم کو ملنے والی ہیں۔پس ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ان خوشخبریوں کو جن کے نشان خدا تعالیٰ ظاہر فرما رہا ہے ہمارے نیک اعمال اور عبادتوں میں کمیاں کہیں پیچھے نہ لے جائیں۔ہماری حقیقی عیدیں انشاء اللہ آنے والی ہیں۔انشاء اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کے جھنڈے تلے الٰہی وعدوں کے مطابق تمام نیک فطرتوں نے آنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:''جب دنیا میں ظلمت پھیل جاتی ہے اور ہر طرف تاریکی ہی تاریکی ہوتی ہے تب وہ تاریکی بالطبع تقاضا کرتی ہے کہ آسمان سے کوئی نور نازل ہو۔سو خدا تعالیٰ اس وقت اپنے نورانی ملائکہ اور روح القدس کو زمین پر نازل کرتا ہے۔اسی طور کے نزول کے ساتھ جو فرشتوں کی شان کے ساتھ مناسب حال ہے تب روح القدس اس مجدد اور مصلح سے تعلق پکڑتا ہے جو اِجتباء اور اصطفاء کی خلعت سے مشرف ہو کر دعوت حق کے لئے مامور ہوتا ہے''۔اجتباء یعنی جو پسندیدہ اور برگزیدہ اور چنے ہوئے کو خلعت دیتا ہے اور فرماتے ہیں ''اور فرشتے ان تمام لوگوں سے تعلق پکڑتے ہیں جو سعید اور رشید اور مستعد ہیں''۔نیک لوگ جو ہیں فرشتوں کا ان سے تعلق ہوتا ہے اور فرمایا ''اور ان کو نیکی کی طرف کھینچتے ہیں اور نیک توفیقیں ان کے سامنے رکھتے ہیں۔تب دنیا میں سلامتی اور سعادت کی راہیں پھیلتی ہیں۔اور ایسا ہی ہوتا رہتا ہے جبتک دین اپنے اس کمال کو پہنچ جائے جو اس کے لئے مقدر کیا گیا ہے''۔آپ فرماتے ہیں ''اس حقیقت کو دریافت کرنا ہر ایک کا کام نہیں۔ایک دنیادار کی دُود آمیز نظر'' یعنی دھندلائی ہوئی نظریں جنہیں صاف نظر نہیں آتا۔''اس نور کو دریافت نہیں کر سکتی۔دینی صداقتیں اس کی نظر میں ایک ہنسی کی بات ہے اور معارف الٰہی اس کے خیال میں بیوقوفیاں ہیں''۔

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 314-313)

پس اگر آج ان نام نہاد علماء اور مولویوں کو نظر نہیں آ رہا تو ان کی قسمت میں ہی نہیں ہے نظر آنا۔جو سعید فطرت ہیں وہ آہستہ آہستہ آتے جائیں گے۔پس اگر آج سلامتی اور سعادت کی راہیں پھیلنی ہیں تو ان لوگوں کے ہاتھوں سے جنہوں نے مسیح محمدی اور زمانے کے امام کو ماننا ہے۔آج اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچنا ہے تو مسیح محمدی کے غلاموں کے ذریعہ۔مخالفین چاہے جتنا بھی اس کام کو روکنے کے لئے زور لگا لیں یہ الٰہی تقدیر ہے اس نے غالب آنا ہے۔ابھی ان کی نظریں جو ہیں یہ صداقت کو دیکھ نہیں رہیں لیکن انشاء اللہ تعالیٰ وہ فجر طلوع ہو گی تو ان دھندلی آنکھوں کو بھی نظر آ جائے گا کہ جو امام الزمان نے کہا تھا وہ سچ کہا تھا۔اُس وقت جماعت احمدیہ کی خاطر قربانی کرنے والے اور اپنا خون بہانے والے ہر شہید کے جسم کا ہر ذرہ یہ اعلان کر رہا ہو گا کہ دیکھ او بدبخت اور بدقسمت! کیا میرا خون رائیگاں گیا؟ اُس وقت ہر شہید کی اولادیں اور پیارے خوشی سے یہ اعلان کر رہے ہوں گے کہ دیکھو! ہمارے باپ، ہمارے خاوند، ہمارے دادا، ہمارے نانا، ہماری بہنیں اور بھائی جو قربانی کر گئے تھے وہ آج اس فجر کے ساتھ پہلے سے بڑھ کر روشن اور چمکدار نظر آ رہے ہیں۔آج ہمیں وہ حقیقی عید نظر آ رہی ہے جس کی خاطر قومیں قربانیاں کیا کرتی ہیں۔اس فجر کے طلوع ہونے کے ساتھ ہمیں اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کیا گیا یہ وعدہ پوری شان سے پورا ہوتا نظر آئے گا کہ اَلْعِیْدُ الْاٰخَرُ تَنَالُ مِنْهُ فَتْحًا عَظِیْمًا (تذکرہ صفحہ 586 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)۔یعنی ایک اور عید ہے جس میں تُو بڑی فتح پائے گا۔وہ وقت ہو گا جب ہر احمدی، مسیح محمدی کی جماعت کا ہر فرد، بچہ، بوڑھا، مرد، عورت مبارک سو مبارک کی صدائیں بلند کر رہا ہو گا۔حقیقت میں یہی عید ہے جو ہر احمدی کی زندگی کا آخری مقصد ہے اور یہی عید ہے جس کے حصول کے لئے ہم نے ہر وقت اپنے قادر اور توانا اور مستجاب الدعوات خدا کے آگے جھکے رہنا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں اس کی توفیق دیتا چلا جائے تا احمدیت اور حقیقی اسلام کو تمام دنیا پر غالب آتا ہم پورا ہوتا ہوا دیکھیں۔اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

اس کے ساتھ مَیں آپ سب کو بھی جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور ایم ٹی اے کی وساطت سے تمام دنیا کے احمدیوں کو بھی اس عید کی مبارکباد دیتا ہوں۔اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے یہ عید مبارک کرے۔اس صدی کی خلافت کی صدی کی جو پہلی عید ہے ہمارے لئے یہ ہزاروں لاکھوں برکتیں لے کر آئے اور اُس حقیقی عید کے نظارے دکھائے جو ہمارا آخری مقصد ہے۔

اس کے بعد ہم دعا کریں گے۔دعاؤں میں سب سے پہلے یہ بات بھی یاد رکھیں کہ اسلام کے غلبہ کے دن اللہ تعالیٰ نزدیک لائے اور ہمیں اس کی ترقیات دکھائے۔جماعت کو ہر شر سے بچنے کے لئے دعائیں کریں کہ آج دشمن ہر جگہ جہاں موقع ملتا ہے احمدیت کی مخالفت میں احمدیت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے اور عرب ملکوں میں سے بعض اسلامی حکومتیں ان کی پشت پناہی کر رہی ہیں۔آج احمدیت کی مخالفت صرف پاکستان میں ہی نہیں ہے بلکہ دنیا کے ہر اس خطے میں ہے جہاں احمدیت کی ترقی نظر آ رہی ہے۔اس بات نے دشمن کو حواس باختہ کر دیا ہے اور یہی چیز ہمارے ایمانوں کو بھی مضبوط کر رہی ہے۔یہ آخری غلبہ انشاء اللہ تعالیٰ ہمارا ہے۔لیکن دعاؤں کے بغیر نہیں۔کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دعاؤں کا ہی ہتھیار دیا گیا ہے۔شہدائے احمدیت کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ہر شہید کو اپنے قرب سے نوازے، درجات بلند کرتا چلا جائے۔ان کے بیوی بچوں، ماؤں عزیزوں اور پیاروں کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ہمیشہ یہ شہادت ان کے لئے باعث فخر رہے۔اللہ تعالیٰ ہمیشہ انہیں صبر اور حوصلے اور ہمت دکھانے کی توفیق دیتا رہے۔اس رمضان میں جو حالیہ شہید ہوئے ہیں ان کے لواحقین کے لئے یہ جدائی بالکل تازہ ہے۔اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر بھی تسکین کا ایسا پھایا رکھے جو ان کے صبر اور حوصلے کو بڑھاتا رہے اور وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والے ہوں۔اسیران کی رہائی کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی اسیری کے دن ختم کرے۔وہ بھی آزادی سے عیدیں منانے والے ہوں۔واقفینِ زندگی اور واقفینِ نَو کے لئے دعائیں کریں۔اللہ تعالیٰ انہیں تقویٰ کے ساتھ اپنے وقف نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔مجاہدین تحریک جدید اور وقف جدید جنہوں نے رمضان میں اپنے وعدے پورے کر دیئے ان کے لئے دعائیں کریں۔اللہ تعالیٰ ان کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکتیں ڈالے۔تمام خدمتگاروں کے لئے دعا کریں جو کسی بھی رنگ میں جماعت کی خدمت کر رہے ہیں جن میں آجکل نمایاں تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ایم ٹی اے کے کارکنان بھی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام پہنچانے میں مصروف ہیں۔تمام داعیان الی اللہ کے لئے دعا کریں۔اللہ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر ان کی جھولیاں پھلوں سے بھر دے۔تمام وہ لوگ جو کسی بیماری یا مشکل میں گرفتار ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اس سے رہائی دلوائے۔اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنا رحم اور فضل فرمائے۔اہالیانِ قادیان کے لئے دعا کریں۔اللہ تعالیٰ انہیں مسیح کی بستی میں رہنے کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔اہالیانِ ربوہ کے لئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی رونقیں جلد لوٹائے۔ان کی تمام مشکلات دُور فرمائے۔وہ لوگ ہمیشہ اس بستی کی آبادی کے مقصد کو پورا کرنے والے رہیں۔اسی طرح پاکستان کے احمدیوں کے لئے مجموعی طور پر بھی دعا کریں کہ سب سے زیادہ احمدیت کی مخالفت جو ہے وہ پاکستان میں ہے۔پاکستان کی جماعتیں جو ہیں اس دور سے گزر رہی ہیں۔لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں کے احمدی بڑے صبر، ہمت اور حوصلے سے ان حالات کا مقابلہ کر رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کے ایمانوں کو مضبوط سے مضبوط کرتا چلا جائے اور کبھی کسی کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئے۔

(خطبہ ثانیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کروائی)

مختصر عالمی جماعتی خبریں

مرتبہ: فرخ راحیل۔ مربیٔ سلسلہ

اس کالم میں الفضل انٹرنیشنل کو موصول ہونے والی جماعت احمدیہ عالمگیر کی تبلیغی و تربیتی مساعی پر مشتمل رپورٹس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

بینن (مغربی افریقہ)

بینن کے ریجن پاراکو کی جماعت Bourando میں نومبائعین کے جلسہ کا بابرکت انعقاد

مورخہ 18 اکتوبر 2015ء بروز اتوار پارکو ریجن کے ایک قصبہ Bourando میں نومبائعین کے جلسے کا انعقاد ہوا جس میں 4 جماعتوں کے 178 احباب شامل ہوئے۔ یہ قصبہ Parakou شہر سے 68 کلومیٹر دور واقع ہے۔ مقامی داعی الی اللہ حمید جبریل صاحب کے ذریعہ 2009ء میں اس گاؤں میں احمدیت کا پودا لگا تھا۔

مکرم میاں قمر احمد مبلغ سلسلہ بینن کی جانب سے موصولہ تفصیلی رپورٹ کے مطابق مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت بینن نے اپنے ایک 5 رکنی وفد کے ساتھ اس جلسہ میں شرکت کی۔ مرکزی وفد کی آمد پر پروگرام کا آغاز تلاوت قران کریم سے ہوا۔ ''پل'' زبان میں ترجمہ کے بعد مقامی زبان میں احادیث مع ترجمہ پیش کی گئیں۔ مقامی وفد کے تعارف کے بعد یہاں کے صدر صاحب نے مہمانان کو خوش آمدید کہا۔ بعد ازاں ایک مقامی خادم عبد الرزاق صاحب نے تمام نومبائعین کی طرف سے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ آج ہم خلافت کی بدولت قرآن پڑھنے لگ گئے ہیں۔ جو اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے وہ آج ہم تک پہنچ گیا ہے۔

اس کے بعد فرانس سے آئے ہوئے ایک مبلغ سلسلہ مرزا نبیل احمد صاحب نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور ارشادات کی روشنی میں انفاق فی سبیل اللہ، جماعت سے محبت اور خلافت کی اطاعت کے موضوع پر فرنچ میں تقریر کی جس کا پل زبان میں ترجمہ کیا گیا۔ اس کے بعد مکرم بکری مصلحو صاحب نائب امیر بینن نے جلسوں کے مقاصد کے متعلق اپنی تقریر میں کہا کہ ان جلسوں کا مقصد نئے آنے والوں کو جماعتی نظام میں پرونا ہے تا کہ امام مہدی علیہ السلام کی جماعت ایک ہو جائے۔

مکرم رانا فاروق احمد صاحب امیر جماعت بینن نے اختتامی تقریر میں تمام مہمانان کا شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں آپ نے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا کی آیت کی تشریح کی اور نظام جماعت اور خلافت سے وابستہ رہنے اور اطاعت کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی تلقین کی۔ آخر میں امیر صاحب نے جماعت کی طرف سے مسجد تعمیر کرنے کا اعلان کیا جس پر سب لوگوں نے نعرۂ تکبیر سے خوشی کا اظہار کیا۔

....

یوکے

شمالی انگلستان کے ایک کرائسٹ چرچ میں پیس کانفرنس کا کامیاب انعقاد

مکرم صباحت کریم صاحب مبلغ سلسلہ یوکے کی مرسلہ رپورٹ کے مطابق ہڈرزفیلڈ (نارتھ) جماعت کو 18 اکتوبر 2015ء کو Halifax ٹاؤن کے کرائسٹ چرچ میں ''مشرقِ وسطیٰ کے مسائل نیز مختلف مذاہب کی امداد و کردار'' کے موضوع پر پیس کانفرنس منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

پروگرام کا آغاز چرچ میں نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد مکرم عطاء المجیب راشد صاحب کی زیر صدارت ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مع انگریزی ترجمہ کے بعد بائبل سے ایک منتخب حصہ Kevin Barnard the Vicar of St Paul's King Cross نے پیش کیا۔ بعد ازاں مکرم منیر احمد صاحب صدر جماعت ہڈرزفیلڈ (نارتھ) نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور مقررین کے تعارف کے بعد پیس کانفرنس کی اہمیت اور ضرورت پر تقریر کی۔ جماعت احمدیہ کا تعارف مکرم بلال ایٹکنسن صاحب ریجنل امیر نے پیش کیا۔

بعد ازاں پہلی تقریر بدھ مت کی نمائندہ Miss Anne Lenhan نے کی۔ ہندومت کی نمائندگی Mr Rajeev Dewedi نے کی۔ عیسائیت کی نمائندگی Halifax چرچ کے پادری John Hellwell نے کی۔

اسلام کی نمائندگی مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن نے کی۔ آپ نے بتایا کہ کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں لوگوں سے ہمدردی کرتے ہوئے ان کی امداد کی نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مختلف واقعات کے ساتھ آپ نے اپنی تقریر کو مزیّن کیا۔ بعد ازاں آپ نے Humanity First کی بین الاقوامی خدمات کا ذکر کیا۔

امام صاحب کی تقریر کے بعد حاضرین کو سوالات کرنے کا موقع دیا گیا۔ آخر پر Kevin Barnard the Vicar of St Paul's King Cross نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ کانفرنس کا اختتام امام صاحب نے دعا کے ساتھ کیا جس کے بعد حاضرین کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

پروگرام میں 93 غیر از جماعت اور 43 افراد جماعت کُل 136 مرد و زن شامل ہوئے۔

....

البانیہ (مشرقی یورپ)

جماعت احمدیہ البانیہ کے 8ویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

☆......البانیہ کے جلسہ سالانہ میں پہلی مرتبہ سرکاری نمائندہ کی شمولیت

جماعت احمدیہ کی مسجد ''مسجد بیت الاوّل'' البانیہ کے دار الحکومت ترانہ (Tirana) میں 18 اکتوبر 2015ء بروز اتوار اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ البانیہ نے اپنا آٹھواں جلسہ سالانہ منعقد کیا۔ مکرم جاوید اقبال ناصر صاحب مربی سلسلہ نے اطلاع دی ہے کہ اس جلسہ میں حضور انور کی منظوری سے مرکزی مہمان خصوصی مکرم زکریا خان صاحب امیر و مشنری انچارج ڈنمارک نے شرکت کی۔ پہلے اجلاس کا آغاز مرکزی مہمان کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم مع البانین ترجمہ سے ہوا جو مکرم Bekim Bici صاحب نے کی۔ البانین زبان میں نظم مکرم Artan Mauraj صاحب نے پڑھی۔ بعد ازاں درج ذیل دو تقاریر ہوئیں:

❁......''زندہ خدا'' از مکرم Neszir Bajhaj صاحب۔

❁......''قرآن کریم تمام انسانیت کی رہنمائی کا ضامن'' از مکرم Valdon Mustafa صاحب۔

دوسرے اجلاس میں درج ذیل تقاریر ہوئیں:

❁......حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت عدل و انصاف کے آئینہ میں'' از مکرم جاوید اقبال ناصر صاحب مربی سلسلہ۔ ❁......حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیدا کردہ انقلاب'' از مکرم شاہد احمد بٹ صاحب مربی سلسلہ و صدر جماعت البانیہ۔ ❁......''سچے خلفاء کی اطاعت و فرمانبرداری'' از مکرم صمد احمد غوری صاحب مربی سلسلہ۔

اس کے بعد مکرم Bujar Ramaj صاحب نے البانین زبان میں شائع ہونے والی جماعتی کتب کا مختصر تعارف پیش کیا۔

نماز ظہر و عصر کی ادائیگی اور کھانے کے بعد جلسہ سالانہ کے اختتامی اجلاس کا آغاز مرکزی مہمان کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعد ازاں درج ذیل تقاریر ہوئیں:

❁......''اسلام اور اظہار رائے کی آزادی'' از مکرم Rexhep Hasani صاحب۔

❁......''خدا تعالیٰ نے اپنی محبت لوگوں کے دلوں میں گاڑ دی ہے'' از مکرم Bujar Ramaj صاحب۔

اختتامی اجلاس کی آخری تقریر مرکزی مہمان مکرم زکریا خان صاحب امیر و مشنری انچارج ڈنمارک نے ''مذہبی بنیاد پرستی اور اُس کی روک تھام'' کے موضوع پر کی۔ تقریر کے آخر پر مہمان خصوصی نے دعا کرائی اور اس طرح جلسہ سالانہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

امسال پہلی مرتبہ گورنمنٹ کی طرف سے ایک سرکاری نمائندہ مکرم Ilir Dizdari صاحب (Director of Cult Community) شامل ہوئے۔ انہوں نے اپنے مختصر ایڈریس میں جماعت کا شکریہ ادا کیا اور جماعت کے پیغامِ امن کو سراہا اور جماعت کی سرگرمیوں تعریف کرتے ہوئے انہیں خوش اسلوبی سے جاری رکھنے کی نیک خواہشات کا اظہار کیا۔

حسب سابق امسال بھی لجنہ اماء اللہ کا ایک اجلاس صدر لجنہ کی زیر صدارت الگ سے ہوا۔

جلسہ سالانہ میں ہمسایہ ممالک Kosovo اور مقدونیہ سے بھی احباب و خواتین شام ہوئے۔ جلسہ کی کُل حاضری 265 رہی۔

....

کروشیا

کروشیا میں ہیومینٹی فرسٹ کے زیر اہتمام خدمت خلق کے مختلف پروگرامز اور کروشیا کی ایک فلاحی تنظیم کو ویگن کا عطیہ

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ کروشیا کو ہیومینٹی فرسٹ کے زیر اہتمام خدمت خلق کے مختلف پروگرامز منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ مکرم زبیر خلیل خان صاحب کی مرسلہ رپورٹ کے مطابق ستمبر 2015ء میں نادار مریضوں کے طبّی چیک اَپ کے لئے تین میڈیکل کیمپ لگائے گئے جن سے تین صد سے زائد مقامی افراد نے استفادہ کیا۔

☆......عید الاضحیٰ کے موقع پر بیس دنبوں کی قربانی کی گئی اور تین ہزار سے زائد ریفیو جیز اور مقامی نادار افراد کو اس کا گوشت اور چھ صد کلو چاول پر مبنی کھانا پیش کیا گیا۔ زاغرب میں موجود ڈوبری ڈوم نامی ادارہ غرباء کے لئے کھانا تیار کرتا ہے اس کے تعاون سے یہ کام کیا گیا۔

☆......کروشیا میں معذور افراد کی مدد کے لئے SRCE (SRCE کا مطلب ''دل'' ہے) تنظیم قائم ہے جو اس وقت مختلف عمر کے یک صد پچاس سے زائد معذور انسانوں کی مدد کر رہی ہے۔ 22 اکتوبر 2015ء کو ہیومینٹی فرسٹ کی طرف سے اس تنظیم کو ایک ایمبولینس نما ویگن کا عطیہ پیش کیا گیا۔ اس ویگن میں معذور افراد کے لئے وہیل چیرز کے ذریعہ ٹرانسپورٹیشن کی سہولت موجود ہے۔ SRCE کی دسویں سالگرہ کی تقریب میں یہ ویگن بطور عطیہ پیش کی گئی۔ ہیومینٹی فرسٹ کی اس کاوش پر حاضرین نے بہت تعریف کی اور تہ دل سے شکرگزاری کا اظہار کیا۔

اس موقع پر تنظیم کی سربراہ محترمہ ماریا کے علاوہ شہر کے میئر Hrvoj Koscec صاحب اور County Zagrebacka کے سربراہ Stjepan Kozic صاحب اور کروشین پارلیمنٹ کے ممبر Drazenko Pandek صاحب نے بھی جماعت اور ہیومینٹی فرسٹ کی طرف سے دیئے گئے عطیہ کو سراہا۔ تقریب کی کورتج مقامی ٹی وی، ریڈیو اور اخبارات کے نمائندگان نے کی۔

....

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2015ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر 182)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ ستمبر، اکتوبر 2015ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کی مخالفت کے متعدد واقعات میں سے بعض واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ وامان میں رکھے، اسیران کی رہائی اور شریروں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔ آمین

....

ربوہ میں ختم نبوّت کانفرنس

ربوہ (چناب نگر)؛ 30-29 اکتوبر 2015ء:

مورخہ 29 اور 30 / اکتوبر کے روز غیر احمدی ملّاؤں کو ربوہ میں ایک اشتعال انگیز کانفرنس کرنے کی انتظامیہ سے اجازت اور بھرپور تعاون ملنے پر ملّاؤں نے کانفرنس کی۔ اس کانفرنس میں مخالفینِ احمدیت ملّاؤں نے جماعتِ احمدیہ کے خلاف حسبِ معمول زہر میں بجھی ہوئی تقاریر کیں اور جماعتِ احمدیہ کے بزرگان کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کیے۔ کانفرنس سے خطاب کرنے والے ملّاؤں میں مولوی فضل الرحمٰن (جمعیتِ علمائے اسلام فضل الرحمٰن گروپ) قاری محمد حنیف جالندھری، عبدالرؤف فاروقی، عزیز الرحمٰن جالندھری، اللہ وسایا اور قاضی احسان احمد آف کراچی شامل ہیں۔ ملّاں فضل الرحمٰن نے کہا کہ 'پاکستان مٹھی بھر قادیانیوں کے ہاتھوں میں یرغمال بنا ہوا ہے۔ اکھنڈ بھارت کا خواب قادیانیوں کے عقائد کا حصہ ہے۔'

دیگر ملّاؤں نے کہا 'قادیانی وہ خنجر ہیں جو مسلمانوں کی پیٹھ میں انگریزوں نے گھونپا۔ قادیانی پوری دنیا سے ڈالر اور پاؤنڈ لے کر پاکستان کو بدنام کرنے کا کام کرتے ہیں۔ قادیانی نام نہاد حقوقِ انسانی کی تنظیموں کے سہارے سے 1974ء کی قانونی ترامیم اور 1984ء کے صدارتی آرڈیننس کو ختم کرانا چاہتے ہیں۔ جیلوں میں موجود تمام گستاخانِ رسول کو پھانسی دی جائے جبکہ عاشقِ رسول ممتاز قادری کو رہا کیا جائے۔ قادیانیوں نے ہتکِ رسول کے قانون کو اتنا کمزور کروا دیا ہے کہ ابھی تک کسی ایک بھی گستاخِ رسول کو موت کی سزا نہیں دی گئی۔' وغیرہ

مزید برآں ملّاں نے درج ذیل بیانات بھی دیے

- یہ ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہے کہ آپریشن 'ضربِ عضب' کے نام پر مذہبی تعلیمات، اسلامی اقدار اور علمائے کرام کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔
- آج کے دور میں امریکہ اور یورپ کی پشت پناہی میں مسلمانوں پر مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔
- حکومت کو چاہیے کہ اپنے سفراء کے ذریعہ دنیا بھر کے ممالک میں عقیدہ ختمِ نبوّت کو فروغ دے اور قادیانیوں کے منفی پراپیگنڈا کا سدِّ باب کرے۔
- جہاد پاک فوج کا ماٹو ہے۔ کیونکہ قادیانی جہاد کو نہیں مانتے اس لئے انہیں فوج سے خارج کیا جائے۔
- قادیانی بیوروکریٹ ہمارے ایٹمی راز باہر منتقل کر رہے ہیں جیسا کہ اس سے قبل ڈاکٹر عبدالسلام نے پاکستان کے ایٹمی راز اپنے مغربی آقاؤں کو فراہم کیے تھے۔
- سکولوں اور کالجوں کے داخلہ فارمز میں ختمِ نبوّت کے عقیدہ پر مشتمل ایک 'بیان حلفی' شامل کیا جائے۔ عقیدۂ ختمِ نبوّت کو ملکی تعلیمی نصاب میں شامل کیا جائے۔
- اگر گورنر سلمان تاثیر کے خلاف گستاخیٔ رسول کا مقدّمہ درج کر دیا جاتا تو عاشقِ رسولؐ ممتاز قادری کے جذبات میں آ کر اسے قتل کرنے کی نوبت ہی نہ پہنچتی۔ ہم ملک کو سیکولر اسٹیٹ نہیں بننے دیں گے۔
- قادیانی ملک وقوم کے غدار، صیہونی اور مغربی طاقتوں کے پروردہ اور اسرائیل کے ایجنٹ ہیں۔ قادیانی بیوروکریٹ پوری کوشش کر رہے ہیں کہ پاکستان کے اسلامی مملکت ہونے اور اس کے قیام کے پیچھے کارفرما آئیڈیالوجی کو مسخ کر کے اسے ایک سیکولر اسٹیٹ بنا دیا جائے۔
- قادیانی رسائل واخبارات اسلامی اصطلاحات کا استعمال کر کے مسلمانوں کی دلآزاری کا باعث بنتے ہیں۔ ان پر پابندی لگائی جائے۔ جس طرح ختمِ نبوّت کا عقیدہ اہم ہے اسی طرح یہ عقیدہ بھی انتہائی اہم ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں اور آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔
- علّامہ اقبال نے سب سے پہلے یہ نظریہ پیش کیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اس کے مطابق قادیانی ملک وملّت کے غدار ہیں۔

مزید برآں ملّاؤں نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ احمدی بچوں، نوجوانوں، بزرگوں، بچیوں اور خواتین کی ذیلی تنظیموں پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔ اس کانفرنس میں جو ریزولیوشنز پاس کی گئیں ان میں درج ذیل بھی شامل تھیں:

- اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کی تجویز کردہ گستاخِ رسول کی شرعی سزا ملک میں نافذ کی جائے۔
- آپریشن 'ضربِ عضب' کے تیسرے مرحلے کا آغاز قادیانیوں کی عبادت گاہوں سے کیا جائے۔
- قادیانیوں کی دہشتگرد تنظیم خدام الاحمدیہ پر پابندی لگائی جائے۔
- قادیانیوں کو زیرِ نگرانی رکھا جائے۔ دوہری شہریت کے حامل قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے۔
- کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ میں بھی مذہب کا خانہ ہونا چاہیے تا کہ ہر شخص مسلمان اور غیر مسلم کی پہچان کر سکے۔

یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ مذکورہ بالا رپورٹ کے مندرجات اس کانفرنس کے منتظمین کی طرف سے جاری کردہ پریس ریلیز سے لئے گئے ہیں۔ اس کانفرنس میں جو تقاریر ہوئیں وہ اس سے کئی گنا زیادہ اشتعال انگیز، غیر حقیقی، خلافِ واقعہ، غیر اخلاقی، جھوٹ اور افتراء اور قابلِ اعتراض مواد پر مشتمل تھیں۔

....

پاکستان مسلم لیگ (ن) کا ایک رہنما دہشتگرد اور فرقہ واریت کے علمبردار ملّاؤں کا ہمرکاب

سرگودھا: ضلع سرگودھا کے پاکستان مسلم لیگ۔ نواز گروپ کے نائب صدر اور سابق ایم این اے ملک اسلم کچھیلا نے پنجاب کے وزیرِ اعلیٰ شہباز شریف کے نام ایک خط تحریر کیا۔ اس خط کے کچھ حصے ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

- قادیانیوں کو ضیاء الحق کی جاری کردہ تعزیراتِ پاکستان دفعہ 298-B اور 298-C کے تحت تین سال قید اور پچاس ہزار روپے کی سزا دی جا سکتی ہے۔
- 'قادیانی اپنی عبادتگاہوں اور اسّی ہزار قبروں کے کتبوں پر کلمہ لکھ کر قانون کی دھجیاں اڑا رہے ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کرتے ہوئے پاکستان کا نام بدنام کر کے کروڑوں مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کر رہے ہیں۔'
- 'اس معاملہ کے بارہ میں DCO اور DPO چنیوٹ سے رابطہ کیا گیا اور پنجاب کے وزیرِ قانون رانا ثناء اللہ کو اطلاع کی گئی۔ انہوں نے ایک ہفتہ کے اندر اندر ضروری کارروائی اور مولانا محمد اکرم اور الیاس چنیوٹ (ممبر صوبائی اسمبلی) کے رپورٹ دینے کا وعدہ کیا۔ گزشتہ ایک سال سے اس بارہ میں کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔'

یہاں یہ ذکر کرنا انتہائی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ فرقہ واریت پھیلانے والے ان نفرت کے بیوپاروں کو پاکستان مسلم لیگ۔ نواز گروپ کے اعلیٰ ضلعی عہدیداروں کی کھلم کھلا حمایت حاصل ہے۔ ملّاں محمد اکرم جس کا اس خط میں ذکر کیا گیا ہے ایک بدنامِ زمانہ مولوی ہے جس کی نفرت انگیزی کی بنا پر اس کا داخلہ پاکستان کے متعدد شہروں میں ماہ محرّم کے دوران ممنوع قرار دیا جا چکا ہے۔ جبکہ ملّاں الیاس چنیوٹی کھلم کھلا مخالفِ احمدیت ہے جو پاکستان مسلم لیگ نواز گروپ کے ٹکٹ پر پاکستان کے صوبہ پنجاب کی اسمبلی کی رکنیت رکھتا ہے۔

- محمد اسلم کچھیلا اپنے خط میں مزید لکھتا ہے '31/ اکتوبر 2015ء کو چناب نگر میں ایک ختمِ نبوّت کانفرنس ہو رہی ہے جس میں لاکھوں مسلمان شامل ہوں گے۔ ہم نہیں چاہتے کہ کسی بھی طرح قانون کی خلاف ورزی یا امنِ عامہ میں نقص واقع ہو۔ اس لئے قادیانیوں کو حکم دیا جانا چاہیے کہ وہ کسی بھی قسم کی بدمزگی سے بچنے کے لئے قانون کی پاسداری کریں۔'

موصوف اس خط میں ایک طرح سے انتظامیہ کو دھمکی دے رہے ہیں کہ اس کانفرنس میں 'لاکھوں' مسلمانوں کی شمولیت کے بعد کسی بھی قسم کے جھگڑے کی صورتحال پیدا ہو سکتی ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کانفرنس میں آج تک زیادہ سے زیادہ دس ہزار کے لگ بھگ لوگ ہی شامل ہو سکے ہیں۔ لیکن یہ تعداد بھی اتنی بڑی ہے کہ ان لوگوں کی وجہ سے ربوہ جیسے پُر امن شہر کا سکون کانفرنس کے دنوں میں برباد ہو جاتا ہے۔ ان لوگوں کی پچانوے فیصد احمدی آبادی رکھنے والے شہر میں موجودگی ہی خطرے کی گھنٹی بجائے رکھتی ہے۔ ویسے بھی اتنی بڑی تعداد میں بیرونی شہروں سے لوگوں کا ربوہ میں اکٹھے ہونے اور وہاں پر احمدیت مخالف کانفرنس کرنے کی کوئی جائز وجہ سمجھ نہیں آتی! اس کانفرنس کے انعقاد پر حکومتِ وقت کو از خود نوٹس لے کر اس پر پابندی عائد کرنی چاہیے۔

مزید برآں محمد اسلم کچھیلا نے جس لیٹر پیڈ پر وزیرِ اعلیٰ پنجاب کو یہ خط تحریر کیا ہے اس کے مطابق موصوف

- اپنے آپ کو 'اسیرِ ختمِ نبوّت' کہلواتے ہیں
- پاکستان مسلم لیگ (ن) کے نائب صدر سرگودھا بھی ہیں اور
- ضلع سرگودھا کی 'امن کمیٹی' کے ممبر بھی ہیں۔

....

جان بچانے کی خاطر ہجرت

ماڈل کالونی، والٹن روڈ لاہور؛ 28/ ستمبر 2015ء:

یہاں کے ایک احمدی زاہد محمود قریشی مرحوم نے وفات کے بعد بیوہ، تین بیٹیاں اور ایک بیس سالہ بیٹا طاہر محمود سوگوار چھوڑے۔ یہ لوگ ایک طویل عرصہ سے اس گھر میں مقیم تھے۔ ان کے گھر ایک نامعلوم شخص نے ایک دھمکی آمیز خط پھینکا جس کا مضمون کچھ اس طرح تھا کہ 'ہم ایک ایسی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جن کا مشن قادیانیوں کو ختم کرنا ہے۔ تمہارے گھر کے تمام احمدی ہمارے علم میں ہیں۔ اگر تم اپنے بیٹے کو زندہ دیکھنا چاہتی ہو تو دس لاکھ روپے کا انتظام کرو۔ ہم رقم کے وصول کرنے کے طریقہ کے بارہ میں تمہیں جلد آگاہ کریں گے۔'

اس پر طاہر محمود پولیس اسٹیشن اس امر کی ایف آئی آر درج کروانے کے لئے گئے۔ پولیس نے اس واقعہ کی کوئی ایف آئی آر درج کرنے کی بجائے اس کا اندراج روزنامچہ میں کر کے تعاون کی یقین دہانی کروائی۔ کچھ روز بعد یکم اکتوبر کو ایک نامعلوم فون کال موصول ہوئی جس میں ان سے پوچھا گیا کہ کیا رقم کا انتظام ہو گیا ہے؟ طاہر محمود کا جواب نفی میں تھا۔

کسی متوقع حملہ سے بچاؤ کی خاطر طاہر محمود اپنے گھر والوں کے ہمراہ اس علاقہ سے دُور کسی مقام کی طرف ہجرت کر گئے ہیں۔

....

عبادت کی ادائیگی میں مشکل

تلّے عالی، ضلع گوجرانوالہ؛ اکتوبر 2015ء:

گوجرانوالہ کے ایک گاؤں تلّے عالی کے تین احمدیوں یعقوب احمد، صابر احمد اور اویس احمد کے خلاف غیر احمدی مخالفین نے پولیس میں ایک درخواست دائر کی۔ انہوں نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ یہ لوگ ایک گھر کو عبادتگاہ کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ 'چونکہ قانون کے مطابق یہ لوگ غیر مسلم ہیں اس لیے یہ اسلامی طریق پر عبادت نہیں کر سکتے۔' ان کے مطابق کوئی سادہ لوح مسلمان غلطی سے ان کی وجہ سے قادیانی ہو سکتا ہے۔ ان کا مطالبہ تھا کہ 'احمدیوں کو ایسی تمام حرکات سے روکنا چاہیے جو خلافِ قانون اور خلافِ اسلام ہیں'۔

درحقیقت احمدیوں نے اپنی مسجد کی تعمیر یہاں 2004ء میں شروع کی تھی جو کہ مخالفین نے انتظامیہ کی مدد سے رکوا دی تھی۔ اس خوف سے کہ مخالفین اسے سِیل کروا دیں گے احمدیوں نے اس عمارت کو گھر میں تبدیل کر کے اسے وہاں کے مبلغ کی رہائش کے لیے استعمال شروع کر دیا۔ جماعتِ احمدیہ کے نمائندگان پر مشتمل ایک وفد انتظامیہ سے ملا اور انہیں یقین دہانی کروائی کہ یہ گھر عبادتگاہ کے طور پر استعمال نہیں کیا جا رہا۔

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت مولوی رحیم اللہ صاحبؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 30/اگست 2011ء میں حضرت مولوی رحیم اللہ صاحبؓ (یکے از 313 صحابہؓ) کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

آپؓ کے والد محترم حبیب اللہ صاحب کا تعلق راجپوت قوم سے تھا۔ آپؓ 1813ء میں پیدا ہوئے تھے۔ آپؓ مسجد کوچہ سیٹھاں لاہور کے امام الصلوٰۃ تھے۔ یہ مسجد حضرت میاں چراغ دین صاحب رئیس لاہور کے دادا میاں الٰہی بخش صاحب نے بنوائی تھی اور انہوں نے ہی حضرت مولوی رحیم اللہ صاحبؓ کو امام الصلوٰۃ مقرر کیا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جب بیعت لینے کا اعلان فرمایا تو حضورؑ کے ساتھ عقیدت رکھنے کی وجہ سے بیعت پر آمادہ ہوگئے۔ بیعت کرنے سے قبل پرانے وفات یافتہ بزرگوں کے مزاروں پر جاتے تھے۔ حضرت کے دعاوی کے متعلق استخارہ کیا تو ایک خواب دیکھا جس کے بعد شرح صدر سے پاپیادہ قادیان پہنچے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچایا اور 30/اگست 1891ء کو بیعت کی سعادت حاصل کی۔ زبانی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بیعت لدھیانہ میں کی تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ’’آسمانی فیصلہ‘‘ میں جلسہ سالانہ کے شرکاء اور ’’کتاب البریہ‘‘ میں پُرامن جماعت کے ضمن میں آپؓ کا ذکر کیا ہے۔

حضرت مولوی رحیم اللہ صاحبؓ بہت نیک اور متقی بزرگ تھے۔ حافظِ قرآن بھی تھے۔ آپؓ کی مسجد میں حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے بھی نمازیں ادا کی ہیں۔ آپؓ کے شاگرد حضرت میاں عبدالعزیز المعروف مغلؓ بیان کرتے ہیں کہ آپؓ پہلے کثرت سے مثنوی مولانا روم پڑھا کرتے تھے مگر پھر جب بھی آپؓ کو دیکھا آپ تلاوت قرآن میں مشغول ہوتے۔

حضرت مولوی صاحب کی چار بیویاں تھیں۔ وہ اُن کی وفات سے پہلے ایک ہی ماہ میں فوت ہوگئیں۔ ان بیویوں سے آپؓ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ 1894ء میں آپؓ کی وفات بعمر 80 سال ہوئی۔

مکرم منصور احمد ظفر صاحب کی یاد میں

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 30جون 2011ء میں مکرم طارق بلوچ صاحب نے اپنے تایا محترم منصور احمد ظفر صاحب ابن محترم مولانا ظفر محمد ظفر صاحب (سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ) کا ذکرخیر کیا ہے جو 13 جنوری 2009ء کو بعمر 76 سال وفات پاگئے۔ آپ نے پسماندگان میں 6 بیٹے اور 2 بیٹیاں چھوڑیں۔

آپ نہایت متّقی انسان تھے اور انتہائی ایماندار تھے۔ اس کا ذکر غیراز جماعت دوست بھی کثرت سے کرتے ہیں کہ آپ کو سرگودھا بورڈ کی طرف سے جس امتحانی مرکز کا بھی سپرنٹنڈنٹ مقرر کیا جاتا، آپ کسی لالچ اور ترغیب سے قطعی بے نیاز ہوکر اپنی ڈیوٹی دیتے۔ ایک بار جب آپ کے بیٹے بھی امتحان دے رہے تھے تو آپ نے اس کا علم امتحانی مرکز کے دوسرے کارکنان کو اُس وقت تک نہیں ہونے دیا جب تک امتحان ختم نہ ہوگیا۔

آپ کا باقاعدہ پیشہ تو درس وتدریس تھا تاہم اس کے علاوہ بھی بہت محنت کی۔ ہمیشہ رزق حلال پر انحصار کیا اور اس کے لئے مقدور بھر کوشاں بھی رہے۔ انہوں نے ایک کام یہ بھی کیا کہ اپنے سُسر محترم مولانا عبدالرحمٰن مبشر صاحب آف ڈیرہ غازی خان کے جدید طرز کے ترجمہ قرآن کو متعدد تعلیمی اداروں میں متعارف کروایا اور یہ ان کی ایک بہت بڑی دینی اور جماعتی خدمت بھی تھی۔

آپ کو علم سے بہت رغبت تھی۔ دنیاوی تعلیم حاصل تو کی ہی تھی لیکن دینی علم بڑھانے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے۔ کئی موضوعات پر علمی مقالہ جات تحریر کئے۔ آپ حاضر جواب بھی بہت تھے اور بڑے شگفتہ لہجے میں بات کرتے۔ مفادِ عامہ کے کئی کام آپ نے کروائے۔ احمد نگر میں رہائش تھی جہاں ایک سماجی تنظیم کی بنیاد رکھی جس کا کام خدمت خلق تھا۔ اس تنظیم نے بہت سے دیگر کاموں کے علاوہ گلیوں اور سڑکوں کی بہتری کے علاوہ بجلی کے خستہ اور خطرناک تاروں کی تبدیلی کا کام بھی کیا۔

احمدیہ مسلم مشن اردن

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 19 جولائی 2011ء میں ایک مختصر مضمون میں اردن میں احمدیہ مسلم مشن کی بنیاد کے حوالہ سے معلومات پیش کی گئی ہیں۔

خلیج فارس سے مراکش تک پھیلی ہوئی عرب دنیا میں شرق اردن (Jordon) ایک نہایت مشہور مملکت ہے۔ اردن کا علاقہ صدیوں تک دمشق، حمص اور فلسطین کی طرح شام کی اسلامی عملداری میں شامل رہا۔ مگر پہلی جنگ عظیم کے بعد اسے برطانیہ کے زیرحمایت ایک مستقل ریاست تسلیم کرلیا گیا۔ یہ ریاست دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ پر برطانوی انتداب سے آزاد اور خودمختار ہوگئی اور عبداللہ بن الشریف حسین الہاشمی اس کے پہلے آئینی بادشاہ قرار پائے۔

شاہ عبداللہ والیٔ اردن کی بادشاہت کے تیسرے سال محترم مولوی رشید احمد صاحب چغتائی واقف زندگی 3/مارچ 1948ء کو حیفا سے شرق الاردن کے دارالحکومت عمان پہنچے اور ایک نئے احمدی مشن کی بنیاد ڈالی۔ یہ مشن 7 جولائی 1949ء تک جاری رہا۔ اس کے بعد آپ بغرض تبلیغ شام ولبنان میں تشریف لے گئے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے محترم مولوی رشید احمد صاحب چغتائی کو قادیان سے رخصت کرتے وقت ان کی نوٹ بک میں حسب ذیل ہدایات تحریر فرمائی تھیں:

’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان باتوں سے پرہیز کرو جن سے تعلق نہ ہو۔ قرآن کریم فرماتا ہے لغو باتوں سے پرہیز کرو، …… ہدایات بہت دی جاچکی ہیں ان کو یاد کریں اور ان پر عمل کریں۔ کسی نے کہا ہے ’ایاز قدر خود بشناس‘۔ اس مقولہ کو یاد رکھو، ہم غریب لوگ ہیں۔ ہم **نے اپنے ذرائع سے کام لے کر دنیا فتح کرنی ہے۔ یہ سبق بھولا تو تبلیغ یونہی بیکار ہوجائے گی۔ باقی فتح دُعاؤں اور نماز اور روزہ سے آئے گی۔ تبلیغ سے زیادہ عبادت اور دُعا اور روزہ پر زور دو۔‘‘**

پھر 3 نومبر 1947ء کو محترم مولوی صاحب کے ایک خط کے جواب میں حضورؓ نے تحریر فرمایا:

’’اب وقت کام کا ہے۔ تبلیغ پر زور دے کر ایک موت وارد کریں تا احمدیت دوبارہ زندہ ہو اور مالی اور روحانی قربانی کی جماعت کو نصیحت کریں۔ اب ہر ملک کو ایسا منظّم ہونا چاہئے کہ ضرورت پڑنے پر وہی تبلیغ اور سلسلہ کا بوجھ اٹھا سکے۔ پہلے بہت سستی ہوچکی۔ اب ایک معجزانہ تغیر ہمارے مبلغین اور جماعت میں پیدا ہونا چاہئے‘‘۔

اُردن میں مشن کی ابتداء نہایت پریشان کُن ماحول اور حوصلہ شکن حالات میں ہوئی۔ قضیہ فلسطین کے باعث ہرطرف ابتری پھیلی ہوئی تھی اور دوسرے کثیر التعداد مظلوم فلسطینی لوگوں کی طرح حیفا کے متعدد احمدی گھرانوں کو بھی ہجرت کرکے شام ولبنان میں پناہ گزین ہونا پڑا تھا۔ خود محترم مولوی رشید احمد صاحب چغتائی جو حیفا ہی سے اُردن میں تشریف لائے تھے محض اجنبی اور غریب الدیار تھے۔ مولوی صاحب موصوف نے اپنی علمی اور اصلاحی سرگرمیوں کا آغاز ایک ہوٹل سے کیا جہاں آپ صرف چند ہفتے مقیم رہے مگر پھر جلد ہی اخراجات میں تنگی کی وجہ سے اپنے ایک عرب دوست السید عبدالکریم المعایطہ ابن الحاج محمد ھلال المعایطہ کے ساتھ ایک کمرہ میں رہائش پذیر ہوگئے۔ چندماہ بعد جب فلسطین کے ایک مخلص عرب احمدی پناہ گزین السید طٰہٰ القزق عمان میں آگئے تو مولوی صاحب ان کے پاس ایک مختصر کمرہ میں منتقل ہوگئے۔ یہ کمرہ کرایہ پر لیا گیا تھا اور شارع المحطۃ (ریلوے روڈ) پر واقع تھا۔

محترم چوہدری محمد سلیم صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 6 ستمبر 2011ء میں مکرم چوہدری ھبۃ الحئی صاحب کے قلم سے اُن کے دادا محترم چوہدری محمد سلیم صاحب کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

محترم چوہدری محمد سلیم صاحب عرف بابا ہریوالی سرکار 22 جون 1909ء کو سیالکوٹ کے ایک قصبہ ٹھروہ ہریاں میں پیدا ہوئے۔ چونڈہ ہائی سکول سے میٹرک کیا۔ اپنی ایک رؤیا کی بِنا پر یکم جنوری 1931ء کو حضرت مصلح موعودؓ کی بیعت کی۔ دوسال بعد 10 جنوری 1933ء کو نظام وصیت میں شامل ہوگئے۔ آپ کے والد محترم کا نام چوہدری بخش اور دادا کا نام دولو سنگھ تھا۔

مکرم چوہدری محمد سلیم صاحب بچپن سے ہی بڑے عبادت گزار تھے اور اکثر اپنا وقت ذکر الٰہی میں گزارتے تھے۔ صاحب کشف ورؤیا اور مستجاب الدعوات وجود تھے۔ صفائی پسند انسان تھے۔ اکثر سفید لباس اور سر پر پگڑی پہنا کرتے تھے۔ ہمدردیٔ خلق کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ نے دوشادیاں کیں جن سے تین بیٹے اور دو بیٹیاں عطا ہوئے۔ بڑے بیٹے چوہدری ناصر احمد سدھو صاحب لاہور میں اپنی جماعت کے لمبے عرصہ سے صدر ہیں۔ جبکہ ایک پوتا اور ایک نواسہ جامعہ احمدیہ ربوہ میں زیر تعلیم ہیں۔

محترم چودھری محمد سلیم صاحب نے 10/اکتوبر 1998ء کو قریباً 85 سال کی عمر میں وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہوئے۔

’’اِس ڈھب سے‘‘

دین اسلام میں شعر کہنے یا شاعر کہلانے کی جو گنجائش موجود ہے وہ کلیۃً ایسی اصلاحی شاعری ہے جس کے ذریعے ہمارے دین کا بول بالا ہو، خالق حقیقی کی محبت اور اُس کا قرب حاصل ہو، اصلاحِ خلق کی سعی پیش نظر ہو اور اصلاح نفس بھی اس کا منطقی نتیجہ ہو۔ چنانچہ اکثر احمدیوں نے اِسی حسین اندازِ فکر کو اپناتے ہوئے شعر کہنے کی جسارت کی ہے اور اُن کے لاشعور میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر کسی جگہ ضرور موجود رہا ہے کہ:

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدّعا یہی ہے

رسالہ ’’انصارالدین‘‘ نومبرودسمبر 2011ء میں خاکسار فرخ سلطان محمود کے قلم سے جناب محمد شریف خالد صاحب کی شاعری کی کتاب ’’اس ڈھب سے‘‘ پر تبصرہ شائع ہوا ہے۔ اس مجموعۂ کلام میں شامل نظمیں ایک ایسے دل کی آواز ہیں جو اپنے قلبی جذبات کو احساس کے نہایت لطیف جھونکے سے پڑھنے والے کے دل کے نہاں خانوں میں موجود تاروں کو چھونے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ قریباً تمام ترنظمیں، سادہ انداز میں کہے جانے کے باوجود، اُسی دینی محبت کی غمّاز اور ایسی اصلاح خلق کی خواہش کا اظہار ہیں جس کی ایک مخلص احمدی سے توقع کی جاتی ہے۔ اور اِس کے ساتھ ساتھ بلاشبہ فن شاعری کے مروّجہ اصول وضوابط سے آراستہ ہیں۔ کتاب کا خوبصورت سرورق بھی ایسی ہی ایک منفرد سوچ کا غمّاز ہے۔

قریباً دوصد صفحات پر مشتمل اِس مجموعہ کلام کو مجلّد اور خوبصورت گیٹ اَپ کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ تین چوتھائی کلام اردو زبان میں جبکہ باقی پنجابی زبان میں ہے۔ اس خوبصورت کلام کے بارہ میں اپنی رائے کا اظہار کرنے سے بہتر ہے کہ اس حساس شاعر اور اِس کی قلبی واردات کو جو داد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ سے ملی ہے، اُس پر اکتفا کرلیا جائے۔ حضورؒ فرماتے ہیں: ’’آپ کا وجود ایک خاموش سطح کے نیچے ایک متلاطم سمندر کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ کے فکر اور آپ کے جذبات دونوں کو اللہ تعالیٰ نے وسعت اور گہرائی عطا فرمائی ہے۔ کچھ آپ کی تحریریں آپ کے دل کا راز کھول دیتی ہیں۔ کچھ آپ کا کلام ماوراء سے پردہ اٹھاتا ہے ورنہ ملنے جلنے والوں کو کچھ پتہ نہیں چلتا ہوگا کہ اس خالد شریف کے اندر کیسا خالد شریف چھپا ہوا ہے‘‘۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ جناب محمد شریف خالد صاحب کو تمغۂ خدمت پاکستان سے نوازا جاچکا ہے۔

ذیل میں اس مجموعۂ کلام سے نمونہ ملاحظہ فرمائیں:

ترے حسنِ بے کراں سے تری ذات آشکارا
مری زندگی کا حاصل تری دید کا نظارا
کہیں بادلوں کے اوپر کہیں دُور آسماں میں
تری عظمتوں کا مرکز مری حسرتوں کا چارا
ترے عشق کے جنوں سے مَیں کبھی کا مٹ چکا ہوں
مری خاک اُڑ رہی ہے اسے دیکھ لیں خدارا

صد شکر کہ محفوظ تھے ہم کشتیٔ نوح میں
صد شکر کہ اس نے ہمیں ساحل پہ اتارا
اے طالبِ حق سوچ یہ کم فضل و کرم ہے
جاری ہوا انعام خلافت کا دوبارا

بعض بندے عجیب ہوتے ہیں
دُور رہ کر قریب ہوتے ہیں
اُن کی عادات بادشاہوں سی
دوست اُن کے غریب ہوتے ہیں
اُن کی صحبت میں اے خدا رکھیو
جو جہاں کے طبیب ہوتے ہیں

جن پرندوں کے پَر نہیں ہوتے
وہ کبھی ہم سفر نہیں ہوتے
نظر ہو جن کی کامیابی پر
امتحاں دردِ سر نہیں ہوتے
زندگی کے حسیں لمحے بھی
دوستو بے خطر نہیں ہوتے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
January 29, 2016 – February 04, 2016

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday January 29, 2016

00:00 World News
00:20 Tilawat: Surah An-Naml, verses 61-69 with Urdu translation.
00:35 In His Own Words
01:10 Yassarnal Quran: Lesson no. 55.
01:15 Waqfe Nau Ijtema Girls: Recorded on February 28, 2015.
02:25 Aao Urdu Seekhain
02:45 Spanish Service
03:15 Pushto Muzakarah
03:55 Shotter Shondhane: Recorded on January 28, 2016.
06:00 Tilawat: Surah An-Naml, verses 70-85 with Urdu translation.
06:15 Dars-e-Hadith: The topic is 'how Khalifas continue the work of Prophets after their demise'.
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 56.
07:00 Waqfe Nau Ijtema Boys: Recorded on March 01, 2015.
08:00 Islami Mahino Ka Ta'aruf
08:20 Rah-e-Huda: Recorded on January 23, 2016.
09:55 Indonesian Service
11:00 Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 87.
11:35 Tilawat: Surah Faatir, verses 1-13.
11:55 Seerat-un-Nabi: The topic of 'the way Holy Prophet (saw) used to pray and worship'.
12:30 Live Transmission From Baitul Futuh
13:00 Live Friday Sermon
14:00 Live Transmission From Baitul Futuh
14:30 Live Shotter Shondhane
16:30 Friday Sermon [R]
17:40 Yassarnal Qur'an
18:05 World News
18:30 Waqfe Nau Ijtema Boys [R]
19:30 Open Forum
20:20 Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-e-Huda [R]

Saturday January 30, 2016

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Yassarnal Quran
01:00 Waqfe Nau Ijtema Boys
01:55 Dars-e-Malfoozat
02:10 Friday Sermon: Recorded on January 29, 2016.
03:20 Deeni-O-Fiqahi Masail
03:55 Shotter Shondhane: Recorded on January 29, 2016.
06:00 Tilawat: Surah An-Naml, verses 86-94 with Urdu translation.
06:05 Dars Majmooa Ishteharaat: Writings and announcements made by the Promised Messiah (as), which were published in the newspapers.
06:10 Al-Tarteel: Lesson no. 19.
06:40 Jalsa Salana Holland Address: Recorded on May 19, 2012.
08:10 International Jama'at News
08:40 Question & Answer Session: Rec. July 25, 1997.
10:05 Indonesian Service
11:05 Friday Sermon [R]
12:20 Tilawat: Surah Faatir, verses 14-30.
12:25 Al-Tarteel [R]
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme.
13:35 Dars Majmooa Ishteharaat
14:00 Live Shotter Shondhane
16:05 Live Rah-e-Huda: An interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community, thus rectifying misconceptions.
17:35 Al-Tarteel [R]
18:05 World News
18:25 Jalsa Salana Holland Address [R]
19:30 Faith Matters: Programme no. 180.
20:30 International Jama'at News
21:00 Rah-e-Huda [R]
22:35 Story Time [R]
22:50 Friday Sermon [R]

Sunday January 31, 2016

00:05 World News
00:20 Tilawat
00:30 Dars Majmooa Ishteharaat
00:50 Al-Tarteel
01:25 Jalsa Salana Holland Address
02:30 Story Time: Programme no. 24.
02:45 Friday Sermon: Recorded on January 29, 2016.
03:55 Shotter Shondhane: Recorded on January 30, 2016.
06:00 Tilawat: Surah Al-Qasas, verses 1-12 with Urdu translation.
06:10 Aao Husne Yaar Ki Baatain Karein: Selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as) about the existence of God.
06:25 Yassarnal Quran: Lesson no. 56.
06:50 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna & Nasirat: Recorded on March 30, 2013 in Spain.
07:50 Faith Matters: Programme no. 18.
08:35 Question And Answer Session: Recorded on March 26, 1995.
10:05 Indonesian Service
11:05 Friday Sermon: Spanish Translation of Friday sermon delivered on October 10, 2014.
12:10 Tilawat: Surah Faatir, verses 31-46.
12:25 Yassarnal Quran [R]
12:50 Friday Sermon [R]
14:00 Live Shotter Shondhane
16:20 Guftugu
17:00 Kids Time: Programme no. 24.
17:30 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:25 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna & Nasirat [R]
19:30 Beacon Of Truth
20:50 Ashab-e-Ahmad
21:20 Marrakesh [R]
22:50 Friday Sermon [R]
23:00 Question And Answer Session [R]

Monday February 01, 2016

00:25 World News
00:45 Tilawat
01:00 Yassarnal Quran
01:25 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna & Nasirat
02:25 Ashab-e-Ahmad
02:55 Friday Sermon: Recorded on January 29, 2016.
04:10 Guftugu
04:50 Liqa Maal Arab: Session no. 334.
06:00 Tilawat: Surah Al-Qasas, verses 13-21.
06:15 Dars-e-Hadith: The topic is 'the four basic attributes of Allah'.
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 19.
07:05 Peace Symposium Address: Rec. March 14, 2015.
08:00 International Jama'at News
08:30 Hijrat
09:10 Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on November 17, 1997.
09:35 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood: An Urdu discussion on the life and character of the Promised Messiah (as).
10:00 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday Sermon delivered on September 04, 2015
11:15 Tamil Service
12:00 Tilawat: Surah Yaseen, verses 1-22.
12:15 Dars-e-Malfoozat [R]
12:30 Al-Tarteel [R]
13:05 Friday Sermon: Recorded on March 12, 2010.
14:05 Bangla Shomprochar
15:05 Tamil Service [R]
15:40 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]
16:00 Rah-e-Huda: Recorded on January 30, 2016.
17:30 Al-Tarteel [R]
18:05 World News
18:25 Peace Symposium Address [R]
19:10 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
19:25 Somali Service
20:00 In His Own Words: Selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as).
20:30 Rah-e-Huda: Recorded on January 30, 2015.
22:05 Friday Sermon [R]
23:10 Tamil Service [R]

Tuesday February 02, 2016

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Al-Tarteel
01:25 Peace Symposium Address
02:10 Kids Time
02:45 Friday Sermon
03:45 Hijrat
04:25 Homeopathy And Its Miracles
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 338.
06:00 Tilawat: Surah Al-Qasas, verses 22-29 with Urdu translation.
06:15 Dars Majmooa Ishtehara'at: Writings and announcements made by the Promised Messiah (as) published in newspapers.
06:35 Yassarnal Quran: Lesson no. 57.
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat & Lajna: Recorded on May 07, 2013 in Spain.
08:00 Open Forum
08:30 Question And Answer Session: Recorded on March 26, 1995.
10:00 Indonesian Service
10:55 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on January 29, 2016.
12:05 Tilawat: Surah Yaseen, verses 23-47.
12:15 Dars Majmooa Ishtihirat
12:35 Yassarnal Quran [R]
13:00 Faith Matters: Programme no. 187.
14:00 Bangla Shomprochar
15:00 Spanish Service: Programme no. 12.
15:35 Open Forum
16:05 From Democracy To Extremism
17:00 Aadab-e-Zindagi
17:30 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat & Lajna [R]
19:25 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on January 29, 2016.
20:30 Live The Bigger Picture
21:15 Aao Urdu Seekhain
21:30 Noor-e-Mustafa
21:45 Faith Matters: Programme no, 187.
22:35 Question And Answer Session [R]

Wednesday February 03, 2016

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:30 Dars Majmooa Ishtihirat
00:50 Yassarnal Quran
01:15 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat & Lajna
02:30 Aao Urdu Seekhain
03:40 Story Time
03:55 Aadab-e-Zindagi
04:25 Australian Service
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 339.
06:00 Tilawat: Surah Al-Qasas, verses 30-38 with Urdu translation.
06:10 Aao Husne Yaar Ki Baatain Karein
06:25 Al-Tarteel: Lesson no. 19.
06:55 Jalsa Salana Holland Address: Rec. May 20, 2012.
07:50 Quran Quiz
08:55 Question And Answer Session: Recorded on July 25, 1997.
10:15 Indonesian Service
11:15 Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on January 29, 2016.
12:20 Tilawat: Surah Yaseen, verses 48-84.
12:35 Al-Tarteel [R]
13:05 Friday Sermon: Recorded on March 05, 2010.
14:10 Bangla Shomprochar
15:15 Deeni-O-Fiqahi Masail
15:50 Kids Time: Programme no. 24
16:25 Faith Matters: Programme no. 186.
17:25 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Jalsa Salana Holland Address [R]
19:10 French Service: Episode no. 14
20:00 Deeni-O-Fiqahi Masail [R]
20:40 Kids Time [R]
21:10 Quran Quiz [R]
22:10 Friday Sermon [R]
23:20 Intikhab-e-Sukhan

Thursday February 04, 2016

00:25 World News
00:50 Tilawat
01:00 Aao Husne Yaar Ki Baatain Karein
01:15 Al-Tarteel
01:45 Jalsa Salana Holland Address
02:35 Deeni-O-Fiqahi Masail
03:15 Open Forum
03:45 Faith Matters
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 340.
06:05 Tilawat & Dars Majmooa Ishteharaat
06:45 Yassarnal Quran: Lesson no. 60.
07:10 MTA Conference Address
07:55 Beacon Of Truth: Rec. November 01, 2015.
08:55 Tarjamatul Quran Class: Recorded on December 15, 1994.
10:00 Indonesian Service
11:00 Japanese Service: Programme no. 08.
12:00 Tilawat: Surah As-Saaffaat, verses 1-61.
12:10 Dars Majmooa Ishteharaat [R]
12:35 Yassarnal Quran [R]
13:00 Beacon Of Truth: Rec. November 01, 2015.
14:00 Friday Sermon: Recorded on January 29, 2016.
15:05 Technology And Jalsa Salana
15:35 Persian Service: Programme no. 49.
16:05 Tarjamatul Quran Class [R]
17:20 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:30 Live Hiwar-ul-Mubashir
20:35 German Service
21:40 Tarjamatul Quran Class [R]
22:50 Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 23 Friday 29 January 2016 Issue No. 05

خطبۂ عید الفطر

ایک مومن کی عید تو وہ ہے جو بار بار آتی ہے لوٹ کر آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشیوں کا پیغام لے کر آتی ہے۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ کی دعا کی قبولیت کے نشان لے کر آتی ہے۔

حقیقی عید تو وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے انعامات کے ساتھ ہو اور اللہ تعالیٰ کے انعامات ملتے ہیں اس کی اطاعت میں۔ اور اس کے رسول کی اطاعت میں اور اس اطاعت کی وجہ سے ان انعامات کی انتہا اس زمانے میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو ملی جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسیح و مہدی بنا کر بھیجا۔ جن کا درجہ نبی کا ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت اور غلامی کی وجہ سے۔ اور پھر آگے درجے ہیں جو مومن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے اس معیار کی وجہ سے پا سکتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا ہے۔ پس یہ انعامات ہیں جو ایک احمدی کو دوسرے سے ممتاز کرتے ہیں۔

آج حقیقی عید اگر ہے تو احمدیوں کی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر ان انعاموں کی امید رکھتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں رہنے سے مل سکتے ہیں۔

رمضان میں جس دَور سے ہم گزرے ہیں جن میں عبادات بھی ہیں۔ قرآن کریم کی تلاوت، درس اور اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق غور و فکر کی توفیق بھی ہے۔ نفس کی قربانیوں کی ٹریننگ بھی ہے۔ اعلیٰ اخلاق کے اظہار کی طرف توجہ بھی ہے۔ اس کو اپنی زندگیوں میں باقاعدگی سے اور تسلسل سے جاری رکھنا ہی ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت اور قرب کا ذریعہ بنائے گا۔

جو زمانے کے امام کا انکار کرنے والے ہیں وہ بھی حقیقی عید سے اپنے آپ کو باہر نکال رہے ہیں کیونکہ جیسا کہ مَیں نے بتایا وہ اس بات کے تو قائل ہی نہیں رہے
کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں نبی، صدیق، شہید اور صالح پیدا کر سکتا ہے۔ پس جب انعاموں کے انکاری ہیں تو حقیقی عیدوں کے بھی انکاری۔

اے دشمنِ بدفطرت اور بدنوا! کچھ ہوش کر کہ ہم پر ان ظلموں کا بدلہ لینے والا خدا تمہاری یہ سب حرکتیں دیکھ رہا ہے۔ جب اس کی چکّی چلتی ہے تو ہر چیز کو پیس کر رکھ دیتی ہے۔

مَیں احمدیوں سے بھی کہتا ہوں ہمیں ایک بات یاد رکھنی چاہئے کہ رمضان کی وقتی قربانی کے ساتھ ہم نے نمازوں اور نوافل کے جو معیار حاصل کرنے کی کوشش کی ہے
ان جماعتی قربانیوں سے بھی کامیابی سے گزرنے کے لئے انہی معیاروں کے حصول کی کوشش کرنی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دائمی بنانے کے لئے ان کو جاری رکھنا ہوگا۔

ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ان خوشخبریوں کو جن کے نشان خدا تعالیٰ ظاہر فرما رہا ہے ہمارے نیک اعمال اور عبادتوں میں کمیاں کہیں پیچھے نہ لے جائیں۔
ہماری حقیقی عیدیں انشاء اللہ آنے والی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کے جھنڈے تلے الٰہی وعدوں کے مطابق تمام نیک فطرتوں نے آنا ہے۔

اگر آج سلامتی اور سعادت کی راہیں پھیلنی ہیں تو ان لوگوں کے ہاتھوں سے جنہوں نے مسیح محمدی اور زمانے کے امام کو مانا ہے۔ آج اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام
دنیا کے کناروں تک پہنچنا ہے تو مسیح محمدی کے غلاموں کے ذریعہ۔ مخالفین چاہے جتنا بھی اس کام کو روکنے کے لئے زور لگا لیں یہ الٰہی تقدیر ہے اس نے غالب آنا ہے۔

خطبہ عید الفطر سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 02؍ اکتوبر 2008ء بمطابق 02؍ اخاء 1387 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ-اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ-اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ-صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ-

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے عید کا دن ہے جسے عید الفطر کہتے ہیں۔ عید کا لفظی مطلب تو یہ ہے کہ بار بار لوٹ کر آنے والی چیز۔ ہماری اسلامی اصطلاح میں یہ لفظ یوم الفطر اور یوم الاضحیٰ کے لئے استعمال ہوتا ہے یعنی رمضان کے بعد جس دن ہم کھانے پینے اور خوشی منانے کے لئے آزاد ہوتے ہیں اور عید الاضحیٰ وہ ہے جس کا تعلق حج اور قربانی کے ساتھ ہے اور اس کی خوشی مناتے ہیں۔ حدیث میں بھی آیا ہے کہ یہ دن کھانے پینے اور خوشی منانے کا دن ہے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الضحایا باب فی حبس لحوم الأضاحی حدیث نمبر 2813) اس لئے عموماً ہر خوشی کے موقع پر بھی یہ عید کا لفظ بولا جاتا ہے۔ اردو محاورے میں بھی بولا جاتا ہے۔ کسی سے بہت خوشی پہنچے تو کہتے ہیں کہ تم نے ہماری عید کرا دی یا آج تو میری عید ہو گئی۔ تو بہرحال ہر ایک کو پتہ ہے یعنی ہر عاقل بالغ مسلمان کو پتہ ہے کہ یہ عید جو ہم مناتے ہیں یہ ہر سال میں دو دفعہ آتی ہے اور ہمیں اس طرف توجہ دلاتی ہے کہ جو قربانی تم نے نفس کی، مال کی یا کسی بھی قسم کی دی ہے اللہ تعالیٰ تمہیں کہتا ہے کہ ان قربانیوں پر خوشی کا اظہار کرو کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر ہے۔ پس یہ عید بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی منائی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہی یہ عیدیں منائی جاتی ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں بھی جہاں عید کا لفظ استعمال ہوا ہے وہ مسلمانوں کے حوالے سے نہیں ہوا بلکہ عیسائیوں کے حوالے سے ہوا ہے۔ جیسا کہ آتا ہے قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا (المائدة: 115)۔ یعنی عیسیٰ ابن مریم نے کہا اے اللہ ہمارے پر آسمان سے دسترخوان اتار جو ہمارے اوّلین اور آخرین کے لئے عید بن جائے۔

تو یہ عید یہاں جو معنی استعمال ہو رہے ہیں بالکل اس سے مختلف ہیں جو میں نے پہلے بیان کئے۔ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے قربانی کے بعد عید کرو۔ اس آیت کے سیاق و سباق کو دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ عید کسی قربانی کی وجہ سے نہیں مانگی جا رہی، نہ ہی خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی قربانی کے عوض عطا ہو رہی ہے۔ پہلوں اور آخرین کے لئے رزق تو اللہ تعالیٰ نے اتارا لیکن ساتھ ہی تنبیہ بھی فرما دی کہ اگر اس کے بعد ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بھی بڑا سخت ہوگا۔ بلکہ اگر سارے مضمون پر غور کیا جائے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تنبیہ اس لئے فرمائی ہے کہ اس عالم الغیب والشہادۃ کو پتہ تھا اس کے علم میں تھا کہ ناشکری اس قوم سے ہوگی اور پھر اس کے نتیجہ میں سزا بھی پائے گی۔ اور یہ ناشکری ہوتی ہمیں نظر بھی آ رہی ہے۔ آجکل ہم دیکھتے ہیں کہ اس رزق کا جو اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے کس طرح غلط استعمال کیا جاتا ہے۔ تو یہ گمراہی بھی ایسی ہے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ عذاب کی خبر دے رہا ہے۔ پس یہ عید ایسی نہیں جس کی ایک مومن خواہش کر سکتا ہے۔ یا اللہ تعالیٰ نے کہا ہے اس کے لئے تم خوشی مناؤ بلکہ ایسی عید سے تو بچنے کی مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ کہہ کر دعا سکھائی ہے۔ جسے ہم ہر نماز میں ہر رکعت میں پڑھتے ہیں۔ ایک مومن کی عید تو وہ ہے جو بار بار آتی ہے، لوٹ کر آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشیوں کا پیغام لے کر آتی ہے۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کی دعا کی قبولیت کے نشان لے کر آتی ہے۔ دنیاوی رزق تو ختم ہونے والی چیز ہیں۔ ہمارے رزق تو نہ ختم ہونے والے اور دائمی رزق ہیں۔ یہ رزق حاصل کر کے تو ایک مومن ان نعمتوں کا وارث بنتا ہے جن کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ یعنی اور جو بھی اللہ اور رسول کی اطاعت کرے تو وہ ان میں شامل ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا یعنی نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے۔

پس حقیقی عید تو وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے انعامات کے ساتھ ہو اور اللہ تعالیٰ کے انعامات ملتے ہیں اس کی اطاعت میں اور اس کے رسول کی اطاعت میں اور اس اطاعت کی وجہ سے ان انعامات کی انتہا اس زمانے میں حضرت مرزا

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں